



مئی 2011ء

☆ مذہبی رواداری، آزادی اظہار رائے اور حقوق انسانی کے

نام نہاد علمبرداروں کا اصلی چہرہ (اداریہ)

☆ علم کی فضیلت (باب الحدیث)

☆ افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ اول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

☆ چاروں نبی کے یار ہیں فخر کبار ہیں (مکتبہ قدس)

☆ ناصر الدین البانی کی کتاب "سلسلة الاحادیث الصحیحة" پر ایک نظر

☆ مشرقی اقدار اور مغربی انداز نظر

☆ ملعون پادری اور اقوام متحدہ کا کردار

☆ رابطہ عالم اسلامی کا تنقیدی جائزہ

جامعہ نظریات اسلامیہ رضویہ

لاہور 042-37665030 شیخوپورہ 056-3786428



أَعِزَّنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
النظامیہ
 علمی، ادبی، تحقیقی مجلہ
 لاہور
 شہر پورہ

جلد نمبر 11 شمارہ نمبر 5

مئی 2011ء

مدیر مسئول
محمد اکرام اللہ
 0300-6212350

زیر سرپرستی
 جامعہ نظامیہ پاکستان صاحبزادہ
محمد عبدالمصطفیٰ انصاری
 علامہ

مدیر اعلیٰ
محمد طاہر تبسم قادری
 0300-9439464

بیمہ امت
 حافظ نصیر احمد انصاری
 0300-9415300

معاون مدیر
محمد رمضان سیالوی
 0333-4229060

لاہور کے لئے
 دفتر مجلہ النظامیہ
 جامعہ نظامیہ رضویہ
 لوہاری گیٹ لاہور
 042-7665030

سرپرست
علامہ مرتضیٰ انصاری
 0300-4270963
 اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے
 کتاب کا زبردانیہ ختم ہو چکا ہے

ممبر شپ فیس
 پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک
 250 روپے
 قیمت فی شمارہ 30 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مدیر امور
جامعہ نظامیہ رضویہ
 دروازہ لاہور
 042-7665030

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	حمد باری تعالیٰ مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نعت رسول مقبول ﷺ
۴	مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مذہبی رواداری، آزادی اظہار رائے اور حقوق انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کا اصلی چہرہ (اداریہ)
۵	مولانا محمد طاہر تبسم القادری باب الحدیث (علم کی فضیلت)
۷	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی الفضل البشر بعد الانبیاء خلیفۃ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۱۰	ابوالنبیل علامہ محمد جمیل اعظمی چاروں نبی کے یار ہیں فخر کبار ہیں
۲۲	سید صابر حسین شاہ بخاری ناصر الدین البانی کی کتاب "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" پر ایک نظر
۲۹	ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی مشرقی اقدار اور مشرقی انداز نظر
۳۶	مولانا محمد مسعود قادری ملعون پادری اور اقوام متحدہ کا کردار
۴۳	اشتقاق بیک رابطہ عالم اسلامی کا تنقیدی جائزہ
۴۵	ڈاکٹر فوزیہ فیاض

حمد باری تعالیٰ

﴿مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دغل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ نماز کا
افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
اس بے کسی میں دل کو مرے فک یک گم گئی
شہرہ سنا جو رحمت نیکس نواز کا
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

عجب کرم شہ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امید وار کرتے ہیں
جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں
مجھے فردگی بخت کا الم کیوں ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں
ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طواف مزار کرتے ہیں
کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ ٹوٹے حال میں کیا غمگسار کرتے ہیں
جو ذرے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

مذہبی رواداری، آزادی اظہار رائے اور حقوق انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کا اصلی چہرہ
دنیا بھر میں مسیحی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری قوت سے برسرِ پیکار ہیں ایک
طرف امریکہ اور اس کے حواریوں نے مسلم ممالک کو مسلسل اپنی بربریت کا نشانہ بنایا ہوا ہے تو دوسری
طرف اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف مغربی ممالک نے اسلام شعاثر اور مسلمانوں کے خلاف
قانون سازی کا کردہ عمل شروع کر رکھا ہے۔

فرانس اس سازش میں سرفہرست نظر آتا ہے حالانکہ یورپ میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد
اسی ملک میں مقیم ہے ایک اندازے کے مطابق تقریباً 65 لاکھ مسلمان فرانس میں مقیم ہیں اور اسلام
فرانس کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ اسی بات نے فرانسیسی حکومت کی غیر حرام کرکھی ہے چنانچہ حکومت فرانس
نے گزشتہ دو عورتوں کے حجاب پہننے پر پابندی کا قانون پاس کیا اور اسے نافذ العمل بھی کر دیا ہے۔

جس کی رو سے مسلمان عورتوں کے پبلک مقامات پر حجاب پہننے کو جرم قرار دے دیا گیا اگر کوئی مسلم
خاتون اس قانون کی خلاف ورزی کرتی پائی گئی تو اس پر 150 یورو جرمانہ عائد کیا جائے گا اور اگر یہ ثابت
ہوتا ہے کہ خاتون اپنے شوہر کے دباؤ پر حجاب پہن رہی ہے تو اس کے شوہر کو بھی 300 یورو اور دو سال قید
کی سزا بھی سنائی جاسکتی ہے۔

ابھی تازہ ترین خبر یہ ہے کہ فرانس میں مسلمانوں کے سرعام باجماعت نماز ادا کرنے پر بھی پابندی
لگادی گئی ہے اتنی بڑی مسلم آبادی والے ملک میں مسجدوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مسلمان سرگرم
اور گلیوں میں ہی باجماعت نماز ادا کرتے پر مجبور تھے۔ لیکن مذہبی آزادی اور حقوق انسانی کے نام نہاد
علمبرداروں نے اُن سے یہ حق بھی چھین لیا ہے۔ یہ ہے مغرب کا وہ مکروہ اور بھیانک چہرہ جو مذہبی
رواداری، آزادی اظہار رائے اور حقوق انسانی کے دلفریب نعروں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ یہی مغرب
والے ہیں جو مسلمانوں کو بنیاد پرست، متعصب، تنگ نظر اور دقتیالوس کہتے ہوئے جھکے نہیں ہیں مگر حقیقت
حال اس کے بالکل برعکس ہے وہ مسلمانوں کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اسلام رواداری کا دین ہے، اسلام دین امن ہے، اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے
انسانوں کو اُن کے حقوق بتائے اور دلوائے ہیں۔ آج بھی مسلم ممالک میں غیر مسلم اقلیتوں کو جو حقوق، حفظ
اور مذہبی آزادی حاصل ہے غیر مسلم ممالک میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی

غلام نے کبھی کسی نبی کی توہین یا کسی آسمانی کتاب کی بے حرمتی نہیں کی یہ ناپاک اور قبیح حرکت جب بھی ہوئی ہے آزادی، روادری اور حقوق کے ٹھیکیداروں کی طرف سے ہوئی ہے۔ یہی وہ سیکور ہونے کے دعویدار ہیں جو کبھی مساجد کے گنبد اور مینار پر پابندی لگاتے ہیں تو کبھی سکارف و حجاب پر۔ اور کبھی داڑھی و دستار کو تھجک کا نشانہ بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مغرب نے اسلامی تحقیق کا ذخیرہ چوری کر کے مادی ترقی کی معراج کو تو پایا مگر یہ ترقی اسے مذہب انسانیت اور تہذیب سے بہت دور لے گئی ہے۔

مغربی تہذیب بڑی تیزی کے ساتھ اخلاقی پستی کی طرف گامزن ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو برا کہتا اور ان کا مذاق اڑاتا مغربی ممالک کا وطیرہ بن چکا ہے۔ ایسا کر کے وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس طرح اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور مسلمانوں کی روز افزوں تعداد کو روکا جاسکتا ہے لیکن شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور ہے۔

جتنا وہ اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہیں اسلام اتنا ہی تیزی سے پھیل رہا ہے فرزندِ ان اسلام کی اپنے دین کے ساتھ وابستگی اتنی ہی گہری ہو رہی ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی اسلام اور قرآن کو سمجھنے میں اتنی ہی زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اب یہ دعویٰ بھی صحیح نظر آنے لگا ہے کہ اکیسویں صدی اسلام اور مسلمانوں کی صدی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فرانس ہی کو لے لیجئے، وہاں کی حکومت یہ تصور کر رہی تھی کہ قانون نافذ ہونے کے بعد یہاں رہنے والی مسلمان عورتیں سزا کے ڈر سے حجاب پہننا چھوڑ دیں گی مگر حکومت وقت کو اس وقت شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب قانون کے نفاذ کے پہلے ہی روز کسی سزا کی پروا کیے بغیر کئی مسلم خواتین اس کالے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حجاب پہنے پبلک مقامات پر کل آئیں اور انہوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ یہ قانون بنیادی انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کے خلاف ہے جسے وہ نہیں مانتی اور اس کی خلاف ورزی کرتی رہیں گی۔ سونے پہ سہا کہ یہ کہ فرانس کے ایک کروڑ پتی مسلمان تاجر نے اپنی ویب سائٹ پر اعلان کیا ہے کہ مسلمان عورتیں حجاب کے خلاف بنائے گئے قانون کی خلاف ورزی کرتی رہیں، ان پر عائد ہونے والا جرمانہ وہ ادا کرتا رہے گا تا کہ مسلمانوں کے خلاف فرانس اور مغرب کا اصلی چہرہ دنیا کو دکھایا جاسکے۔

کاش مسلم ممالک کے حکمران بھی اس غیرت مند تاجر سے سبق حاصل کر لیتے اور مشترکہ طور پر مغربی ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ روار کھے جانے والے امتیازی سلوک کے خلاف آواز بلند کرتے مگر شاید ان کی غیرت سوئی نہیں بلکہ مر چکی ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆

باب الحدیث

علم کی فضیلت

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

عن عمرو بن قیس الملائی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ فضل

العلم خیر من فضل العبادۃ وملاک الدین الودع۔ (الادب المفرد)

حضرت عمرو بن قیس ملائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے

فرمایا علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور دین کی بھلا (سہارا) تقویٰ سے ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے مروی اس حدیث شریف میں عبادت کے مقابلے میں علم کی فضیلت

اور اصل دین داری کی وضاحت کی گئی ہے۔

آپ نے علم کو بھی فضیلت کے وصف سے موصوف فرمایا اور عبادت کی فضیلت کا بھی ذکر کیا

گویا آپ نے بتایا کہ علم کو بھی فضیلت حاصل ہے اور عبادت بھی فضیلت کی حامل ہے دونوں

فضیلت والے عمل ہیں لیکن عبادت کی فضیلت کے مقابلے میں علم کی فضیلت زیادہ ہے۔

یوں سمجھئے کہ آپ نے عبادت گزار لوگوں کو حصول علم کی ترغیب دی اور ان پر واضح کیا کہ عالم

عبادت گزار کا مرتبہ بے علم عابد سے زیادہ ہے لہذا انہیں اپنی عبادت کو علم کی روشنی سے منور

کرنا چاہیے۔

اور اہل علم کو بھی اشارتاً عبادت کی طرف راغب فرمایا کہ علم کا مقصد عمل کی دنیا میں قدم رکھنا

ہے اسی عالم کی فضیلت ہے جو باعمل ہو اور اسی عابد کی فضیلت ہے جو علم کی دولت سے مالا مال ہو۔

یہاں عبادت ہے مراد فرائض سے زائد امور ہیں جیسے نوافل وغیرہ لہذا جو شخص فرائض کی

ادائیگی کے بعد اپنا وقت نوافل کی بجائے حصول علم یا تعلیم و تعلم میں صرف کرتا ہے اسے تہجد گزار

شخص پر فضیلت ہے۔ اس بات کو ایک دوسری حدیث میں جسے امام داری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت

کیا ہے یوں بیان کیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا ان میں سے

ایک عالم تھا جو فرض نماز کی ادائیگی کے بعد بیٹھ جاتا اور لوگوں کو خیر (یعنی علم، عبادت، زہد و ریاضت

صبر اور قناعت وغیرہ) کی تعلیم دیتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات کے وقت (عبادت میں) کھڑا

رہتا تو ان دونوں میں سے کون افضل ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

افضل هذا العالم الذي يصلي المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير على العباد الذي يصوم النهار ويقوم الليل كفضلتي على ادناكم۔

وہ عالم جو فرض نماز پڑھ کر مستند رہیں پر بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا اس کی فضیلت اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا ہے اس طرح ہے جیسے مجھے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔ (مشکوٰۃ ص: ۳۶)

نبی اکرم ﷺ نے معلم دین کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ورنہ کوئی شخص نبی اور رسول کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ محدثین کرام فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ میں عالم بھی ہوں اور معلم بھی اور تم میں ادنیٰ شخص سے مراد وہ آدمی ہے جو علم کے بغیر عبادت کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کا نفع عبادت کے نفع کے مقابلے میں متحدی ہے عبادت کا نفع عباد کی ذات تک محدود ہوتا ہے اور علم کا نفع دوسروں تک پہنچتا ہے۔

علاوہ ازیں علم فرض ہے چاہے وہ فرض عین ہو جس طرح دین مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے مسائل جن کا حصول ہر مسلمان پر لازم ہے یا فرض کفایہ کہ بعض لوگ علوم دینیہ حاصل کر لیں تو سب کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے اور اگر کوئی بھی حاصل نہ کرے تو سب گناہ گار ہوتے ہیں۔ حصول علم بہر حال فرض ہے فرض عین ہو یا فرض کفایہ لیکن زائد عبادت نفل ہے اور فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔

اس حدیث شریف میں دوسری بات جو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ دین کی بنیاد اور بنیاد سے متعلق ہے آپ نے فرمایا: مملات الدین الودع۔

ملاک کا معنی بنیاد، سہارا اور بٹا ہے اور وروع کا معنی پرہیز گاری یعنی تقویٰ ہے۔ اجمالی طور پر دین وہ باتوں پر مشتمل ہے ایک وجودی اور دوسری سلبی، وجودی وہ کام جو کرنے والا ہو اور سلبی وہ جسے چھوڑنا ہوتا ہے۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، صدقات وغیرات اور رزق حلال کا حصول وغیرہ وجودی عبادات ہیں اور سود، رشوت، حرام خوری، جھوٹ، غیبت اور جھٹل خوری وغیرہ سلبی امور ہیں یعنی پہلی قسم کے کاموں کو نفل میں لانا اور دوسری قسم کے کاموں کو چھوڑنا دین ہے لیکن اگر کوئی شخص

فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کو بھی عمل میں لاتا ہے نفلی نماز پڑھتا ہے، نفلی روزہ رکھتا ہے نفلی صدقات وغیرات کرتا ہے لیکن حرام سے نہیں بچتا، سود خوری کو ترک نہیں کرتا، رشوت سے پرہیز نہیں کرتا تو وہ دین دار نہیں ہے۔ لیکن وہ شخص جو محض فرائض کی ادائیگی کرتا ہے نوافل کی دنیا میں نہیں جاتا البتہ وہ حرام مال سے بچتا ہے شریعت نے جن کاموں کو چھوڑنے یا ان کے قریب نہ جانے کا حکم دیا ہے ان کے قریب نہیں بھٹکتا تو وہ شخص حقیقی طور پر دین دار ہے۔

جس طرح بہترین خوراک اس شخص کو فائدہ نہیں دیتی جن کا معدہ درست نہ ہو اور جس طرح دیوار پر رنگ و روغن اس وقت تک مفید نہیں ہوتا جب تک پہلے دیوار کی اچھی طرح صفائی نہ کر لی جائے۔ اسی طرح نوافل کی کثرت اس تک مفید نہیں ہوتی جب تک تقویٰ کے ذریعے دل کو پاک صاف نہ کیا جائے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ نماز پڑھنا آسان ہے نوافل کی ادائیگی کچھ مشکل نہیں نفلی روزوں کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ عمرہ اور حج بھی بوجہ آسان ہو جاتے ہیں لیکن دولت کی حرص اور اقتدار کی خواہش کو دفن کرنا اور یوں حرام کاموں اور حرام مال سے بچنا، غیبت، جھٹل جھوٹ اور تکبر کو ترک کرنا مشکل کام ہوتا ہے۔ قوت لایموت پر قناعت بہت کٹھن کام ہے اس لئے جو لوگ اس شاہراہ پر چلتے ہیں تقویٰ اور پرہیز گاری کو سینے سے لگاتے ہیں وہی دین دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادات کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی دولت بھی عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

﴿بقیہ..... رابطہ عالم اسلامی کا تنقیدی جائزہ﴾

اب اس قرارداد پر کتنا عمل ہو رہا ہے یہ سب جانتے ہیں اور 55 ممالک کے سربراہان اور امت مسلمہ جو کل دنیا کا پانچواں حصہ ہیں، وہ تو جن قرآن و توہین رسالت کے ارتکاب پر کیا رد عمل ظاہر کر رہے ہیں یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

امت مسلمہ کو اس امر کا احساس کرنا چاہیے کہ آج ان کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن پاک کی توہین اس لئے ہو رہی ہے کہ وہ دنیا میں کمزور و ناتواں ہیں اور بین الاقوامی سطح پر ان کی کوئی وقعت اور اہمیت نہیں ہے۔ اگر آج یہ تنگ کی مانند ہلکے نہ ہوتے تو کس کی مجال تھی جو ہمارے دلوں کی دھڑکن، ایمانوں کی جان نبی دو جہاں کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا۔

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
پھر کس کو کسی کا امتحان مقصود ہے

افضل البشر بعد الانبياء خلیفہ اول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تحریر: ابوالنبیل علامہ محمد جمیل اعظمی

آپ کا نام نامی: عبداللہ (رضی اللہ عنہ)، کنیت ابو بکر، لقب صدیق (رضی اللہ عنہ) والد گرامی کا نام: ابوقافہ عثمان، والدہ ماجدہ کا نام: سلمیٰ ام الخیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش و نشو و نما بھی مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور اپنی برادری میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قبول اسلام سے پہلے آپ کا شمار رؤساء قریش میں ہوتا تھا۔ تمام معاملات میں قریش آپ سے مشورہ لیتے تھے اور آپ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ ابن زبیر نے معروف بن خربوذ سے روایت کی ہے کہ:

آپ قریش کے ان گیارہ افراد میں سے ہیں جن کو عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں بزرگیاں حاصل رہیں، قبول اسلام سے قبل بھی آپ کا کردار بہت پاکیزہ رہا۔

صحابہ کرام کے ایک مجمع میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں شراب نوشی کی؟ تو آپ نے فرمایا: پناہ بخدا! میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس لئے شراب نہیں پی کہ عزت و ناموس محفوظ رہے۔ مروت باقی رہے کیونکہ شراب نوشی سے مروت جاتی رہتی ہے۔

آپ اسلام لانے کے بعد سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ رہتے، سفر ہجرت ہو یا جنگ و امن ہر جگہ آپ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے، بالخصوص جنگ حنین میں جب عام لوگ آپ ﷺ کو چھوڑ کر ہماگ گئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے جو آپ کے ساتھ رہے آپ کو اپنے آقا سے بے حد مشق تھا اپنے آقا کے عشق میں جان مال اولاد کی پرواہ نہ کرتے۔ غار ثور میں جب ساپ نے آپ کی ایڑی مبارک پہ ڈس لیا تو آپ نے شدت تکلیف کے باوجود اپنے

پاؤں کو جنبش تک نہ دی کہ کہیں آقا کے آرام میں خلل نہ واقع ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

جس روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے، آپ نے یہ تمام مال اپنے آقا کے ارشاد پر خرچ کر دیا۔ جنگ بدر میں عبدالرحمن بن ابوبکر لشکر کفار میں اور آپ لشکر اسلام میں تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن عبدالرحمن بن ابوبکر نے اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غزوہ بدر میں کئی بار آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ کو قتل نہ کیا، یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تم سے صرف نظر نہ کرتا بلکہ تجھے قتل کر دیتا۔

بعض صفات و واقعات اور القابات کا بعض ذاتوں کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس قدر گہرا کہ اگر ان ذاتوں کا صراحتاً ذکر نہ کیا جائے اور صرف ان ذاتوں کے ساتھ متعلقہ صفات واقعات یا القاب ذکر کئے جائیں تو وہ ذات خود بخود ذہن میں آ جاتی ہے۔

مثلاً کوئی کہے ”وہ وحدہ لا شریک ہے، وہ ہر چیز کا خالق و مالک حقیقی ہے، تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے“ ان صفات کے ذکر سے فوراً اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ذہن میں آ جاتی ہے۔ اسی طرح ابوالبشر سے حضرت آدم علیہ السلام کی ذات، کلیم اللہ سے موسیٰ علیہ السلام کی ذات، خلیل اللہ سے حضرت ابراہیم علیہ کی ذات، ذبیح اللہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذات، حبیب اللہ سے آقا ﷺ کی ذات اقدس، فاروق اعظم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ذوالنورین سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات، شیر خدا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات غوث اعظم سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات۔ اسی طرح صدیق اکبر ایک ایسا لقب ہے کہ جس کے ذکر کرنے سے ایک عظیم الشان شخصیت کا تصور ذہن و نظر کو منور کر دیتا ہے۔ ایک ایسی عظیم الشان شخصیت کہ جس کے ذکر خیر کے بغیر تاریخ اسلام مکمل نہیں ہوتی۔ مکہ مکرمہ سے جانب مدینہ منورہ سفر ہجرت کا ذکر ہو یا غار ثور میں رفیق رسول ﷺ کا ذکر، معراج کی تصدیق کا ذکر ہو یا سفر و حضر میں رفاقت رسول ﷺ کا ذکر، جان و مال کے تصدق کا مرحلہ ہو یا فتنہ کفر و ارتداد کے قلع قمع کا ذکر۔ غرض یہ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہمہ جہت شخصیت ہر مقام پر نمایاں نظر آتی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ تو ممکن نہیں تاہم آپ کی حیات طیبہ کے چند ایک پہلوؤں کا اختصار اذکر کیا جاتا ہے۔

صدیق کے لقب سے ملقب ہونے کی وجہ

مضمون کے ابتداء میں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی نہایت پاکیزہ کردار کے مالک تھے دیگر عربوں میں جو خرابیاں پائی جاتی تھیں مثلاً فتنہ فساد قتل و غارت، زنا، جھوٹ اور شراب نوشی وغیرہ، آپ ان سے دور رہتے تھے۔

ابن مسدی نے لکھا ہے کہ: زمانہ جاہلیت میں بھی آپ ہمیشہ سچ بولا کرتے اس لئے آپ کو صدیق کہا گیا۔ جبکہ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ: مشرکین عرب نے والد ماجد کے پاس آ کر کہا کہ آپ کو کچھ خبر ہے کہ آپ کے دوست محمد ﷺ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رات کو بیت المقدس پہنچائے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ کیا واقعی وہ ایسا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں وہ یہی کہتے ہیں۔ تو آپ نے کہا بے شک وہ سچ فرماتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ اس سے زیادہ آسمانوں کی (سیر کی) خبر دیتے تو میں فوراً ان کی تصدیق کرتا، اسی بناء پر آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔

آپ کا قبول اسلام

جب نبی اکرم ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے تھے اور لوگ آپ کی دعوت اسلام کو ٹھکرا رہے تھے تو سیدنا صدیق اکبر ہی تھے جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا اور آخر دم تک ثابت قدم رہے۔

ابو نعیم نے فرات بن سائب کی زبانی لکھا ہے کہ: انہوں نے میمون بن مہران سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ تو وہ بر اندام ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے عصا چھوٹ کر گر گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ میں ایسے زمانے تک زندہ رہوں گا کہ جس میں ان دونوں کے درمیان موازنہ کرنے کا وقت آئے گا۔ وہ دونوں اچھے اور اسلام کے لئے ایسے تھے جیسے جسم کے لئے سر۔

پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے جواب دیا حضرت ابوبکر، بحیرہ راہب کے زمانے میں اسلام لا چکے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

ترمذی وابن حبان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم میں سب سے زیادہ مستحق خلافت میں نہیں ہوں؟ کیا اسلام لانے میں مجھے اولیت حاصل نہیں؟ کیا مجھ میں یہ اوصاف نہیں۔ پھر آپ نے وہ تمام اوصاف بیان فرمائے۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: آپ نے فرمایا: کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ بعض اصحاب کی رائے ہے کہ آپ کل صحابہ اور تابعین وغیرہم سے پہلے ایمان لائے۔ بلکہ بعض حضرات نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ بعض کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں ان سب اقوال میں تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خواتین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والی ہستیاں ہیں۔ یہ تطبیق و توضیح سب سے پہلے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے کی۔

افضل البشر بعد الانبیاء

اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر آیات قرآنی متعدد احادیث اور اقوال صحابہ شاہد ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں تمام آیات، احادیث اور اقوال صحابہ تو نہیں لکھے جاسکتے۔ لیکن چند آیات اور چند اقوال حصول برکت کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔

آیات قرآنی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ان تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانی الثمین اذ هما فی

الغفر اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه۔
ترجمہ: اے مسلمانو! اگر تم میرے محبوب ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی اس وقت مدد فرمائی جب کفار کی شرارت سے ان کا مکہ سے باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب کہ وہ دونوں میں غار میں تھے۔ جب محبوب ﷺ اپنے پیارے غار سے فرماتے ہیں غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اس پر اپنا سکون اتارا۔
تو قارئین کرام! تمام مفسرین کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ سورہ توبہ کی یہ آیت مقدسہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نازل ہوئی۔ ویسے تو یہ متفقہ بات ہے کہ یہ آیت مقدسہ مکمل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی لیکن ”فثنی اثنتین اذھما فی الغفر“ اذ يقول لصاحبه اور ”فانزل الله سكينته عليه“ خصوصاً غور طلب ہیں۔ ”فثنی اثنتین اذھما فی الغفر“ جب وہ دونوں غار میں تھے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غار ثور میں ایک تو حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس تھی آپ کے ساتھ دوسری کون سی عظیم الشان ہستی تھی جس کا ذکر اللہ رب العزت اپنے قرآن میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ”ثانی“ کہہ کر فرما رہا ہے۔ تو تمام مفسرین و مؤرخین اس پر بھی متفق ہیں کہ غار ثور میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جن کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کا ”ثانی“ کہہ کر فرمایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں کہ جن کی صحابیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ارشاد خداوندی ہے:

اذ يقول لصاحبه (جب محبوب خدا ﷺ اپنے ”صاحب“ سے فرما رہے تھے۔

یہاں ”صاحب“ سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ آپ کی صحابیت قطعی اور یقینی ہے آپ کی صحابیت کا منکر قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فانزل الله سكينته عليه ﴿پھر اللہ نے ان پر تسکین نازل فرمائی﴾۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ سے سیکنہ (سکون، خاطر و تسلی) تو کبھی زائل نہیں ہوا، جس پر سیکنہ نازل ہوا

وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی ان تشریحوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہی نازل ہوئی۔ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں:

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم۔

اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ پر چلا، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں جن کی راہ پر چلنے کی ہر مسلمان نماز میں دعا مانگ رہے ہیں۔ تو اس ہمارے سوال کا جواب اللہ رب العزت قرآن کریم میں اس طرح دیتا ہے:

انعم الله عليهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔

اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ان پر نبیوں سے اور صدیقیوں سے اور شہیدوں سے اور صالحین سے

اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ (سورہ النساء)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے بعد صدیقین کا بیان فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ انبیاء کے بعد جس کا مرتبہ بلند ہوگا وہ ”صدیق“ ہوگا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ واقعی صدیق تھے۔

تو ثابت ہوا کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔

ابن حاتم نے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف

سے ایک چادر اور چار سو درہم کے عوض خرید کر ان کو آزاد کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

شہادت اور ابی بن خلف و امیہ بن خلف کے بارے میں اللہ نے ”واللیل اذا یغشی“ سے ”ان

سعیکم لشی“ تک آیات نازل فرمائیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف مردوں اور بوڑھی عورتوں

کو جب وہ اسلام قبول کر لیتے ان کو خرید کر آزاد فرما دیتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے والد نے کہا، اے فرزند! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر غلامی سے آزاد کر رہے

ہو، اگر تم بوڑھوں کی بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو وہ ساتھ دیں گے۔ تم کو نقصان

سے محفوظ رکھیں گے اور تمہاری مدافعت کریں گے۔“ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے والد محترم! اس سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

ہمارے خاندان کے افراد کا کہنا ہے کہ اس پر ”فاسما من اعطى واتقى“ کی آیت نازل ہوئی۔ (ابن جوہر)

حضرت عروہ سے مروی ہے کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سات افراد کو جن پر محض مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ان کے مالک تکلیف پہنچاتے تھے۔ جب خرید کر آ زاد کر دیا تو یہ آیت ”وسمحبہا الاتقى الذی یؤتی ماله یتزکی“ نازل ہوئی۔ (طبرانی)

بزاز و عساکر نے ابن اسید بن مقفوان کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ:

ایک مرتبہ میں اس صحبت میں موجود تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح قسم کھائی کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس رسالت کی تصدیق کرائی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

والذی جاء بالصدیق وصدق به اولئک هم المتقون۔

یہ تو تمہیں وہ آیات جو آپ کی تصدیق و تعریف میں نازل ہوئیں۔ اب آتے ہیں ان احادیث کی طرف جو آپ کے فضائل میں مروی ہیں۔

احادیث

آپ کی شان اقدس میں کم و بیش (۳۱۶) احادیث ہیں۔ اور ان تین سوسولہ میں سے کچھ احادیث میں چاروں خلفاء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن ان (۳۱۶) میں سے (۱۸۱) حدیثوں میں خاص طور پر آپ کے فضائل و مناقب کا حضور اکرم ﷺ نے اظہار فرمایا ہے۔

اس مضمون میں صرف تین حدیثیں بیان کی جارہی ہیں جن میں آپ کی فضیلت و شان کا اظہار آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا:

بخاری و مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ

میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”جو شخص کسی چیز کا جو خدا کی راہ میں خرچ کر دے گا وہ جنت کے دروازوں سے اس طرح

پکارا جائے گا اے خدا کے بندے! اس دروازے سے داخل ہو یہ دروازہ اچھا ہے۔“

اسی طرح جو شخص نمازی ہے وہ نماز کے دروازے سے اور جو مجاہد ہے وہ اہل جہاد کے دروازے سے، اور صاحب صدقہ صدقہ کے دروازے سے، صائم روزے کے دروازے سے جس کا نام ریان ہے پکارا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ نصیب اس شخص کا جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا شخص بھی ہوگا جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم ہی ایسے لوگوں میں سے ہو گے۔

ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند تصدیق کے ساتھ بیان کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسانوں میں سب سے زیادہ جس نے میرے ساتھ دوستی اور مال کے ساتھ تعاون کیا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو دوست بنانا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ وہ میرے دینی بھائی ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آج جنازہ میں کس نے شرکت کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے، حضور ﷺ نے فرمایا آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ آج مریض کی عیادت کس نے کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں وہ ضرور جنتی ہے۔

آپ کی شان میں ارشادات صحابہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ (بخاری شریف)

امام بیہقی نے اپنی تالیف شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: اہالیان روئے زمین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اگر وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔ جبکہ آپ ہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ کاش! میں حضرت ابوبکر کے سینے کا بال ہوتا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

میں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ کوئی محیفہ والا اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ ایک کپڑا اوڑھنے والا اس کو محبوب ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے جس کام میں بھی سبقت کا ارادہ کیا اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سبقت لے گئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایثار

ابن شاہین البغوی اور ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور وہ ایک ایسی قبائے پہنے ہوئے تھے جس کو انہوں نے اپنے سینہ پر کانٹوں سے انکایا ہوا تھا (بٹنوں کی بجائے کانٹے لگائے ہوئے تھے) پس اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے فرمایا: اے محمد ﷺ آج ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قبائے کو سینے پر کانٹوں سے کیوں انکائے ہوئے ہیں تو حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: انہوں نے اپنا تمام مال مجھ پر (ترقی اسلام کیلئے) خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ان پر سلام بھیجا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان سے کہو اے ابوبکر! کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر میں راضی ہو یا ناخوش، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے رب سے ناخوش کس طرح ہو سکتا ہوں میں تو اس سے راضی ہوں، خوش ہوں، بہت خوش۔

اس کے علاوہ بھی بہت ساری احادیث ہیں جن میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جذبہ

ایثار کا ذکر کیا گیا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے بحوالہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ:

بارگاہ نبوی ﷺ سے ہم کو حکم ہوا کہ ہم راہ خدا میں کچھ مال صدقہ کریں۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ میں آج ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ مال کا صدقہ کروں گا۔ چنانچہ میں نصف مال لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرور عالم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اہل و عیال کے لئے کتنا مال چھوڑا، میں نے عرض کیا نصف مال ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا (کل) مال لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اپنے اہل و عیال کے لئے کتنا مال چھوڑا، انہوں نے جواب دیا ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ میں کسی بات میں ان سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

سب سے زیادہ بہادر کون؟

ابن اوز نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا تھا:

کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر میں بہادر کیسے ہوا؟

تم یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جناب ہم کو نہیں معلوم آپ ہی

فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ سنو

جنگ بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے سائبان بنایا تھا ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس

سائبان کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک رسول اللہ

ﷺ پر حملہ کر دے۔ بخدا! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر

کسی مشرک کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہو سکی، اگر کسی نے ایسی جرأت کی بھی تو فوراً آپ

اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے سب سے زیادہ بہادر تھے۔

خوف الہی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگرچہ بہت بہادر، جاٹار تھے اس کے ساتھ ساتھ آپ

میں خوفِ الہی بھی بہت تھا۔

ابو احمد حاکم نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک درخت کے نیچے ایک چڑیا دیکھی آپ نے سرد آہ بھری اور پھر فرمایا: اے چڑیا! تو بڑی خوش نصیب ہے کہ درختوں سے غذا حاصل کرتی ہے اور ان کے سائے کے نیچے آرام کرتی ہے۔ اور جہاں جی چاہتا ہے اُڑتی پھرتی ہے (اس پر کوئی حساب نہیں) کاش! ابو بکر بھی تجھ سے ہوتا۔

جب آپ کی کوئی تعریف کرتا تو آپ فرماتے اے پروردگار! تجھے میری بابت میرے نفس کا زیادہ علم ہے اور میں اپنے نفس کو ان (تعریف کرنے والوں) سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے میرے رب مجھے ان تعریف کرنے والوں کے گمان کی طرح بتا دے اور میری ان خطاؤں کو معاف فرما جن کا ان لوگوں کو علم نہیں ہے اور میرے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں اس کا مواخذہ مجھ سے نہ فرماتا۔

خصوصیات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

جہاں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب سے پہلے اسلام لائے وہاں آپ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے آپ نے قرآن کو جمع کیا۔ سب سے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو اپنے والد ماجد کی حیات میں خلیفہ بنے، سب سے بڑھ کر آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کی چار نسلیں صحابی ہیں۔

آپ خود صحابی ہیں، آپ کے والد ماجد صحابی ہیں، آپ کے بیٹے عبدالرحمن صحابی ہیں، اور عبدالرحمن کے بیٹے ابوشقیق محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی صحابی ہیں۔

ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ غرض کہ آپ افضل البشر بعد الانبیاء بھی ہیں، یا رعا ربوب خدا بھی، خوش گفتار بھی ہیں، پاکیزہ کردار بھی، جذبہ ایثار سے سرشار بھی ہیں، حلیم الطبع اور سراپا اکسار بھی، ”رحمہم منہم“ بھی ہیں۔ ”اشداء علی الکفوف“ بھی حسن و جمال کا پیکر بھی ہیں، محبوب خدا کے دلبر بھی۔ مختصر یہ کہ کوئی ایسی خوبی ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہیں۔

آپ کا دورِ خلافت

آپ کے دورِ خلافت میں اسلام کو بہت تقویت ملی، نبی رحمت ﷺ کے وصال کے بعد

مملکت اسلامیہ کے بکھرتے ہوئے شیرازے کو جمع کیا۔ آپ نے مملکت کے اندر منظم ہونے والے باغیوں اور سرکشوں کا قلع قمع کیا مانعینِ زکوٰۃ اور مرتدین سے جنگ کی حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر جب چاروں طرف عام ہو گئی تو عرب کے بہت سے قبیلے مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے گریز کرنے لگے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ اس وقت ان سے جنگ کرنا مناسب نہیں۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر یہ لوگ ایک رتی یا بکری کا ایک بچہ بھی جو نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں دیا کرتے تھے انکار کریں تو میں ان سے قتال کروں گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ آپ لوگوں سے کس طرح لڑیں گے کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس کا مال اور اس کی جان اور اس کا خون بہانا مجھ پر منع کر دیا گیا۔ سوائے اداۓ حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ حکم موجود ہے تو پھر ان سے کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق سمجھنے میں لڑوں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ بھی بیت المال کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حق پر جنگ کی جائے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو اس جنگ کے لئے آگاہ کر دیا ہے۔ اسی طرح آپ ہی کے دورِ خلافت میں مسئلہ کذاب (مدعی نبوت) کو قتل کیا گیا اس کے علاوہ بھی آپ نے اپنے دورِ خلافت میں عظیم کارنامے سر انجام دیئے۔

وفات

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ فراقِ رسول ﷺ میں بہت اداس رہتے آپ کی صحت اس عظیم صدمے کی وجہ سے دن بدن گرتی رہی، یہاں تک کہ تریٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو اپنے داعی اجل کو لبیک کہا اور رسول اللہ ﷺ کے پہلے مقدس میں آرام فرما ہوئے۔

چاروں نبی کے یار ہیں فخر کبار ہیں (پہلی قسط)

تحریر: سید صابر حسین شاہ بخاری

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی الہ واصحابہ اجمعین

بندہ پروردگار امت احمد نبی دوست دار چہار یار م تابع اولاد علی

مذہب حنفیہ دار ملت حضرت غلیل خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہرولی

سرد کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے یوں تو تمام صحابہ کرام اپنی مثال آپ ہیں لیکن ان تمام میں افضل ترین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضرت نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک اور خود خلفائے راشدین کے دور خلافت میں جمعۃ المبارک اور عیدین کے خطبات میں کسی صحابی کا نام نہیں پڑھا جاتا تھا مگر جو عبارات صحابہ کرام میں واقع ہوئے اس کے سبب باہمی نزاع اور خلفائے راشدین کی نسبت سب و شتم کا رواج ہوا تو اس کے تذکر کے لیے خطبات میں خلفائے راشدین کا نام باقاعدگی سے لیے جانے کا رواج ہوا تا کہ معلوم ہو کہ یہ سب واجب انتظام ہیں۔ فقہاء نے اس عمل کو اچھا قرار دیا اور یوں یہ مبارک سلسلہ چل نکلا۔

چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب حق ہے ان کی افضلیت حق ہے ان کی خلافت حق ہے اس پر اہل سنت و جماعت کا اجماع اور اتفاق ہے۔ اس پر اکابرین اہل سنت کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کو جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے شہر سامانہ میں ایک خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور کہا کہ اگر خلفاء راشدین کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہوا تو آپ نے فرمایا! اگرچہ خلفاء راشدین کا ذکر شرانگہ خطبہ سے نہیں ہے لیکن شعائر اہل سنت سے ہے اور جان بوجہ کر اس کو صرف وہی ترک کر سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ۶ ص ۴۱)

اسی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے برصغیر کے نامور صوفی باصفاء حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ (م ۳۶۵ھ تا ۴۶۹ھ تقریباً) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”كشف المحجوب“ کے ساتویں باب ”صحابہ کرام“ میں خلفائے راشدین کا ذکر خیر احسن انداز میں فرمایا ہے۔

سلطان الفقہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ (م ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء) جو دربار رسالت مآب ﷺ کے حضوری ہیں نے ”چہار یار“ کا ذکر کچھ اس پیرائے میں فرمایا ہے:

”کے کے کہ مدخل مجلس محمدی شود، اول در وجود طالب اللہ چہار نظر تا شیر کند از نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ تا شیر صدق پیدا شود، کذب و نفاق از وجود طالب بر خیزد۔ و از نظر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ تا شیر کد و ادب و حیاء پیدا شود۔ و از نظر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ در وجود طالب اللہ تا شیر کد و ادب و حیاء پیدا شود۔ و از وجود طالب اللہ بے ادبی و بے حیائی بر خیزد۔ و از نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ در وجود طالب اللہ علم ہدایت و فقر پیدا شود و از وجود طالب جمل و حب دنیا بر خیزد۔ بعد از اس طالب اللہ لائق تلقین میشود۔ و حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور دست بیعت کند مراتب مرشد لا ذوال ولا تخلف ولا تحزن حاصل شود۔“

(کلید جنت حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ مطبوعہ حضرت سلطان باہو اکبری لاہور ۱۹۹۶ء ص ۱۱۴)

ترجمہ: جب کوئی شخص مجلس نبوی میں داخل ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے وجود پر چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹ اور نفاق طالب کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر کی تاثیر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب اور حیاء پیدا ہوتے ہیں اور طالب اللہ کے وجود سے بے حیائی دور ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں علم و ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور اس کے وجود سے جہالت اور دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہیں بعد از اس طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسے بیعت فرماتے ہیں جب اسے ”خوف نہ کھاؤ اور حزن نہ کرو“ کے لازوال مرشدی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔

(کلید جنت: مترجم ڈاکٹر کے بی بی نیم مطبوعہ حضرت سلطان باہو اکبری لاہور ۱۹۹۶ء ص ۱۱۵)

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۲۹ء) نے اپنے دو ہندی اشعار میں عقیدہ اہل سنت کی وضاحت اور فرقہ تفضیلیہ کا رد کچھ اس انداز میں فرمایا ہے:

ابی بکر اور عمر پن عثمان علی بکھان
مست نعتی اور لاج اتی بدیا بوجھ سبحان

مورکہ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم کی چھین
ایک تو چاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہیں

حضرت ابو بکر و عمر کے بعد حضرت عثمان و علی کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم و حیا اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح کو نہیں پا سکتے۔ اس لیے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، محمد صادق قسوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء ص ۲۳۵)

حضرت پیر سید محمد یاسین شاہ راشدی قادری المعروف پیر سائیں جھنڈے دھنی اوّل علیہ الرحمہ (م ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۹ء) فرماتے ہیں:

”فکر مجلس چار یار نبوی: واضح ہو کہ انسان کامل ”ام الکتاب“ (کتابوں کی ماں) ہے اور دونوں جہاں ”کتاب مبین“ ہیں جو کچھ کتاب مبین میں مرقوم ہے ان کا ”سیرام الکتاب“ میں کیا جاسکتا ہے مجلس چار یار نبوی کا فکر اس طرح کرے کہ اخفی میں حضور اکرم ﷺ کے نور کا تصور کرے، خفی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا، سری میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا، رومی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کا، قلبی میں حضرت حضرت علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، اس فکر کی کمالیت یہ ہے کہ چاروں بزرگوں کو ایک مجلس میں حاضر سمجھے اور قلب کے فکر سے ان کے حضور ذوق حاصل کرے۔

(صراط الطالبین مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء ص ۱۰۰، مترجم: صاحبزادہ سید زین العابدین شاہ راشدی)

حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) اپنی شہرہ

آفاق کتاب ”المختصر المفہم“ میں فرماتے ہیں:

”اور امام برحق رسول ﷺ کے بعد ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور ان (چاروں کی) فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔ (ص ۲۷۶)

اب اس عبارت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے حواشی ملاحظہ فرمائیں:

”اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے کے تفسیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پرستی ہونے کے مدعی ہیں اس لیے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولیت کا زیادہ حق دار ہونا اور یہ اس کے لیے ہے جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام والہ عوام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو اور یہ باطل غیبت قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ فضیلت، ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے۔ اسی لیے ”طریقہ محمدیہ وغیرہ“ ہا کتابوں میں اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمد بنین (محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم اور تا تو اس بندے کی ان گراہوں کے رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ جس کا نام میں نے ”مطلع القمرین فی ابانتہ سبقة العمرین“ رکھا۔“

(المستند السیر مطبوعہ کراچی ص ۲۶)

نوٹ: یہ بات خوش آئند ہے کہ مطلع القمرین کے حال ہی میں دو ایڈیشن شائع ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ ان کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ (صابر)

حضرت سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء) فرماتے ہیں:

”ہاں یہ بات یقینی ہے کہ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی، انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسی ترتیب و

افضلیت پر ان کی خلافت واقع ہے۔“ (سراج العوائد فی الوصایا والمعروف ترجمہ ”نور علی نور“ مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۶۰)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) اسی ترتیب کے پیش نظر اپنے ”وصایا شریف“ میں دو ٹوک فیصلہ فرماتے ہیں:

”واشهد ان سیدنا ابابکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان سیدنا

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم خلفاء رسول اللہ ﷺ وصحبہ وسلم بالترتیب المعلوم المتوارث بالاعتقاد المتواترہ وکل من انکر خلافة احد منهم فهو کافر واصحاب النبی ﷺ و صحبہ وسلم کلہم عدول صدوق نجوم الہتداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایاتک ثم ایاتک عن قول سوء فی حق احد منهم۔

(وصایا قمریہ، مترجم: علامہ غلام احمد سیالوی مطبوعہ کنز الایمان موسسائی لاہور ص ۱۲، ۱۳)

ترجمہ: اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، اخبار متواترہ سے معلوم و مشہور ترتیب کے مطابق رسول اللہ ﷺ آلہ و صحبہ وسلم کے برحق خلفاء ہیں اور ہر وہ شخص جو ان حضرات میں سے کسی ایک کی خلافت کا انکار کرے کافر ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے تمام صحابہ کرام سب سے بڑے عادل اور بہت زیادہ سچے اور ہدایت کے ستارے ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین ان حضرات میں سے کسی ایک کے حق میں نازیبا کلمہ استعمال کرنے سے ہر طرح پرہیز کر۔

برصغیر میں مختلف سلاطین کے ادوار میں شاہی سکوں پر بھی خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے جاتے تھے۔ جلال الدین اکبر کے دور میں سکے کی دوسری طرف وسط میں کلمہ طیبہ اور "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا تھا اور چاروں طرف چہار یار کبار کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔ شاہ جہاں کے عہد میں بھی کلمہ طیبہ اور چہار یار کے نام کندہ تھے۔ شیر شاہ سوری کے زمانے میں سکے کی ایک طرف بخط فارسی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کندہ تھے۔ (آئین اکبری ج ۱/ اردو وادارہ معارف اسلامیہ ج ۱۱)

نوٹ: راجا نور محمد نظامی بھوئی گاڑ (حسن ابدال) کے ذخیرہ کتب میں چند شاہی سکے ابھی بھی موجود ہیں۔ راقم نے ان کے ہاں ایسے سکے دیکھے ہیں جن پر خلفائے راشدین کے نام کندہ ہیں۔ (صاحب)

شیر اسلام ٹیپو سلطان شہید تو اپنی لائبریری کی ہر کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام

پاک، رسول پاک ﷺ کا اسم مبارک، پنجتن پاک اور چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی لکھتے تھے۔ کتابوں پر آپ کی ایک چھوٹی مہر "نبی مالک" بھی لگی ہوتی تھی۔ اسی طرح آپ کی ایک شیر نما تلوار پر شیر کی گردن کی تصویر پر پانچ جگہ نمایاں تھی اور اس کی دھار پر قرآنی آیات اور خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے ہوئے تھے۔

لفظ "یار" ولی، رفیق، دوست، محبوب کے لیے بولا اور لکھا جاتا ہے لیکن جب "چار یار" کہا جائے تو پھر ہر مسلمان کا ذہن فوراً نبی کریم ﷺ کے چہار صحابہ کبار حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کی طرف جاتا ہے۔

"چہار یار" کی اصطلاح بہت پرانی ہے۔ حضرت شرف الدین بخاری علیہ الرحمہ نے نام حق (تصنیف سال ۶۹۳ھ) اور حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے بدائع منظوم (تصنیف سال ۱۱۳۳ھ) میں "چار یار" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے، برصغیر میں تقریباً ہر منظوم کتاب کے آغاز میں حمد، نعت کے بعد "منقبت چہار یار" بھی موجود ہے۔

علمائے اہل سنت نے مستقل کتابیں لکھ کر خلفاء راشدین کی عظمت کا دفاع کیا اور روافض و خوارج کے مطاعن کی تردید فرمائی مثلاً مولانا غلام دہگیر قصوری علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۵ھ/ ۱۸۹۷ء) نے ایک کتاب "ہدیۃ الشیعتین منقبت چہار یار مع حسنین" لکھی جو ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۳۶ء) نے "السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول" تحریر فرمائی جو (۱۳۶۷ھ/ ۱۸۹۹ء) میں لاہور سے شائع ہوئی۔ ملا جان محمد قدہاری علیہ الرحمہ نے (۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء) میں فارسی میں "سحفة الخلفاء الراشدین رجوما للشیاطین الرافضین والغواجمین" رقم فرمائی جو (۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء) میں لاہور سے شائع ہو کر سامنے آئی۔

اسی طرح مولانا ابوالعشر محمد صالح علوی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء) نے "فضائل صحابہ" لکھی جس میں آپ نے خلفائے راشدین کے فضائل کیجائے۔

مولانا سید میر محمد اسد اللہ جلال پوری علیہ الرحمہ نے "فضائل چہار یار" لکھی جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ اسی طرح مولانا غلام دہگیر نامی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) نے "مناقب خلفائے

راشدین“ مرتب فرما کر شائع کروائی۔

اکابر اہل سنت کی اکثریت نے ”چار یاز“ کی اصطلاح اپنی تصانیف میں استعمال فرمائی ہے۔ چند مشاہیر کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:

حضرت مولانا جلال الدین رونی علیہ الرحمہ (م ۶۷۲ھ)

حضرت شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ (م ۶۷۷ھ)

حضرت مولانا میر سید عبدالواحد بکگرای علیہ الرحمہ (م ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء)

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۹ء)

حضرت میر سید محمد یاسین شاہ راشدی قاضی بکسرائیں جھنڈی جی لول علیہ الرحمہ (م ۱۲۵۹ھ/۱۸۵۹ء)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۸۹۹ء)

حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۲-۲۳ھ/۱۹۰۳ء)

حضرت مولانا غلام قادر بمیروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء)

حضرت مولانا محمد جمیل الرحمن قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء)

حضرت میر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)

حضرت مولانا محمد قاضی گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء)

حضرت مولانا محمد کرم الدین دین علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)

حضرت ابوالرجاء مولانا غلام رسول قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)

حضرت مفتی محمد ظیل خان برکاتی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی علیہ الرحمہ (م ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء)

حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

(جاری ہے.....)

ناصر الدین البانی کی کتاب

”سلسلة الاحادیث الصحیحة“ پر ایک نظر

از قلم: ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی

علوم احادیث میں جہاں اہل علم نے قابل ستائش خدمات انجام دیں اور حدیث کی تحقیق و تخریج میں طویل وقت صرف کیا۔ وہیں چند لوگ ایسے بھی سامنے آئے جنہوں نے احادیث پر عمل کرنے کے دعویٰ کے التزام میں ضعیف و موضوع روایت پر بھی عمل کرنے کو خود کی معراج سمجھ لیا ہے۔ چاہے اس روایت کا راوی متروک الحدیث، چور زانی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ فاسقین سے بھی روایت حاصل کر کے اُسے حدیث کے نام سے موسوم کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے اس جال سے عام بھولے بھالے لوگ جو کہ حدیث کی تحقیق، جرح و تعدیل سے ناواقف ہیں وہ ان کے دام ترویج میں آسانی سے پھنس سکتے ہیں کہ یہ تو حدیث سے مسئلے کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس کام کی ذمہ داری غیر مقلدین (المقلدین) کی جماعت نے اٹھائی ہے جن کا عزم خود ساختہ اور جعلی حدیث کے بھانسنے میں عوام الناس کو راہ راست سے بھٹکانا ہے۔

انہی شخصیات میں غیر مقلدین کے ایک بڑے محقق جناب ناصر الدین البانی بھی ہیں۔ اور موصوف وہ طوقانی محقق ہیں کہ جن کی طوقانی تحقیق نے احادیث صحاح کی مستحکم و مضبوط سندوں کو متزلزل کر کے ذمرہ صحاح سے نکال پھینکا اور واپسی تباہی راویوں کی روایتوں کو یکجا کر کے کمزور سندوں والی حدیثوں کا ذخیرہ جمع کر دیا اور اس کا نام رکھا ”سلسلة الاحادیث الصحیحة“۔

محقق ناصر الدین البانی نے محدثین و فقہاء کی قدیم روش سے ہٹ کر تحقیق کی ایک جدارہ نکالی اور کتب صحاح کی احادیث کو دو حصوں میں بانٹ دیا، ایک احادیث صحیحہ جو قابل عمل ہیں دوسرے احادیث ضعیفہ جو مردود و باطل ہیں۔ جماعت غیر مقلدین میں ان کی بڑی پزیرائی ہوئی اور آج پوری جماعت میں ان کی تحقیق کا سکہ بڑی دھوم دھام سے رواں دواں ہے۔

تحقیق حدیث کے نام پر تحریف و تلبیس اور ائمہ حدیث، ماہرین فن، جرح و تعدیل کی روایات ثابتہ، ائمہ سے انحراف اور ٹکری کج روی کی ایک جھلک قارئین کی نذر کروں گا۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ محقق موصوف نے تحقیق حدیث کے نام پر کس ہوشیاری و سفاکی کے ساتھ ان ضعیف راویوں کی روایات کو اپنی صحیح میں داخل کر دیا جن کے ضعف پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور

جن کو ائمہ نے ناقابل اعتبار و احتجاج، متروک، مردود تسلیم کیا ہے۔ البانی صاحب نے اپنی کتاب ”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ میں درج ذیل ضعیف و مردود راویوں کی روایتوں کو درج کیا ہے کہیں احتجاج کے طور پر تو کہیں استشہاد و متابعات کے طریقے پر۔ ان راویوں کے نام اور ساتھ میں البانی صاحب کی کتاب کا حوالہ لگا دیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

(۱) فرات بن السائب:

”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ (۷۹/۱)

امام نسائی کتاب الضعفاء والمتر وکین طبع بیروت رقم ۲۸۸ میں فرماتے ہیں: متروک الحدیث۔

اسی طرح امام بخاری علیہ الرحمہ نے ”تاریخ الکبیر“ ۱۲۹/۷، اور کتاب ”الضعفاء والمتر وکین“ رقم ۲۹۷ طبع بیروت میں، ابن ابی حاتم نے ”الجرح والتحدیل“ ۷/۷۹ میں، امام ذہبی علیہ الرحمہ نے بھی اسے ”المیزان“ ۳/۳۳۰ میں متروک الحدیث لکھا ہے۔

(۲) جابر الجعفی:

”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ (۸۷/۱)

(۱) امام نسائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جابر بن یزید الجعفی متروک، کوئی کتاب الضعفاء ۹۸ طبع بیروت۔

(۲) اسی طرح یحییٰ بن معین تاریخ ۳/۲۸۶ (۳) ابن حنبل فی ”عللہ“ ۱/۱۱۱

(۳) امام بخاری نے ”تاریخ کبیر“ میں ۱/۲۱۰، ”تاریخ الصغیر“ ۲/۹۷، والضعفاء الصغیر ۲۵

(۵) البیہقی فی ”معرفۃ والتاریخ“ ۳/۳۶ (۶) العقلمی فی ”الضعفاء الکبیر ترجمہ“ ۲۳۰

(۷) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتحدیل“ ۱/۳۹۷ (۸) ابن حبان فی ”المجر وکین“

(۹) ابن عدی فی ”الکامل فی الضعفاء“ ۲/۵۳۷ (۱۰) الدارقطنی فی ”الضعفاء والمتر وکین ترجمہ“ ۱۳۲

(۱۱) الذہبی فی ”المیزان“ ۱/۳۷۹۔

(۳) اصم بن حوشب:

”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ (۱۲۲/۱)

(۱) امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۶۶ کے تحت فرمایا متروک الحدیث۔

(۲) ابن حنبل فی عللہ ۱/۲۳۲ (۳) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۱/۵۶، والتاریخ الصغیر ۲/۲۹۰ والضعفاء الصغیر ترجمہ نمبر ۲۱ (۴) العقلمی فی ”الضعفاء الکبیر ترجمہ“ ۵۱۳۲ (۵) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتحدیل“ ۱/۳۳۶ (۶) ابن حبان فی ”المجر وکین“ ۱/۱۸۱ (۷) ابن عدی فی ”الکامل فی الضعفاء“ ۱/۸۳۹۳ (۸) الدارقطنی فی الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۱۱۶ (۹) الذہبی فی ”المیزان“ ۱/۲۷۲ (۱۰) ابن حجر عسقلانی فی اللسان المیزان ۱/۱۹۳۔

(۴) لیث بن ابی سلیم:

”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ (۲/۶۳۰، ۳/۲۹، ۵/۱۸)

(۱) امام نسائی فرماتے ہیں ضعیف دیکھئے الضعفاء والمتر وکین ترجمہ: ۵۱۱

اسی طرح درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے:

(۱) یحییٰ بن معین فی ”تاریخ“ ۲/۵۰۱ (۲) بخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۳/۲۳۶

(۳) العقلمی والضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۶۹ (۴) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتحدیل“ ۳/۱۷۷

(۵) ابن حبان فی ”المجر وکین“ ۲/۲۳۱

(۶) ابن عدی فی ”الکامل“ ۶/۲۱۰۵ (۷) الذہبی فی المیزان ۳/۳۲۰

(۸) ابن حجر عسقلانی فی المجتہد بیہدیب ۸/۳۶۵، وفی تقریب ۲/۱۳۸

(۵) اسماعیل بن سلیمان الازرق التمیمی:

”سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ“ (۲/۶۳۱)

امام نسائی فرماتے ہیں! متروک الحدیث، دیکھئے: کتاب الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۳۷

درج ذیل محدثین نے بھی اسماعیل بن سلیمان الازرق کو ضعیف قرار دیا ہے:

(۱) یحییٰ بن معین فی ”تاریخ“ ۳/۲۸۶ (۲) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۱/۳۵۷

(۳) البیہقی فی ”معرفۃ والتاریخ“ ۳/۳۶ (۴) العقلمی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۹۲

(۵) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتحدیل“ ۱/۱۷۶ (۶) ابن حبان فی ”المجر وکین“ ۱/۱۲۰

(۷) ابن عدی فی ”الکامل فی الضعفاء“ ۱/۲۷۶ (۸) الدارقطنی فی ”الضعفاء والمتر وکین ترجمہ“ ۷۶

(۹) الذہبی فی ”المیزان“ ۲/۲۳۲ (۱۰) ابن حجر عسقلانی فی ”المجتہد بیہدیب“ ۱/۳۵۳، وفی تقریب

المجتہد بیہدیب ۷۰/۷۰

6) یزید بن ربيعة الدمشقي:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۱/ ۷۷، ۷۸/ ۲/ ۶۳۱)

امام نسائي فرماتے ہیں! متروک الحدیث۔ دیکھئے: الضعفاء والمترکین ترجمہ ۶۳۳۔

درج ذیل محدثین نے بھی ضعیف قرار دیا ہے:

(۱) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۳۳۲/۲ والتاریخ الصغیر ۱۵۸/۲

(۲) العقيلي فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۹۸۹ (۳) ابن ابی حاتم فی الجرح والتعديل ۲۶۱/۳

(۴) ابن حبان فی المجرحین ۱۰۴/۳ (۵) ابن عدی فی الکامل ۷۷/۲

(۶) الدارقطني فی ”الضعفاء والمترکین“ ترجمہ ۵۹۰ (۷) الذہبی فی ”المیزان“ ۳۲۲/۳

(۸) ابن حجر عسقلانی فی ”اللسان المیزان“ ۶/۲۸۶

7) يحيى بن عبيد الله بن عبد الله بن موهب التيمي المدني:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۲/ ۶۳۶)

درج ذیل محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱) یحییٰ بن معین فی ”التاریخ“ ۳/ ۲۸۰

(۲) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۲/ ۲۰۴ و ”تاریخ الصغیر“ ۳/ ۱۲۰ و الضعفاء الصغیر“ ۱۲۰

(۳) العقيلي فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۲۰۴۰ (۴) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتعديل“ ۱۶۷/۲/۳

(۵) ابن حبان فی ”المجرحین“ ۳/ ۱۲۱ (۶) ابن عدی فی ”الکامل“ ۷۷/۲۲۵۹

(۷) الذہبی فی ”المیزان الاعتدال“ ۳/ ۳۹۵

(۸) ابن حجر عسقلانی فی ”التهذيب“ ۱۱/ ۲۵۲ و فی ”الترتيب للتهذيب“ ۲/ ۳۵۳

8) عباد بن كثير الرملي:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۲/ ۷۱۷)

(۱) امام نسائي فرماتے ہیں ”لبس بشعة“ درج ذیل محدثین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) یحییٰ بن معین فی ”التاریخ“ ۴/ ۸۶

(۳) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۲/ ۲۷۰ و ”تاریخ الصغیر“ ۳/ ۱۲۰ و الضعفاء الصغیر“ ۹۱

(۴) العقيلي فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۳۹۶ (۵) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتعديل“ ۳/ ۲۱۳

(۶) ابن حبان فی ”المجرحین“ ۲/ ۱۸۹ (۷) ابن عدی فی ”الکامل“ ۵/ ۱۶۶۳

(۸) الدارقطني فی ”الضعفاء والمترکین“ ترجمہ ۳۲۳ (۹) الذہبی فی ”المیزان“ ۲/ ۳۸۵

(۱۰) ابن حجر عسقلانی فی ”التهذيب“ ۵/ ۱۲۷ و فی ”الترتيب للتهذيب“ ۱/ ۳۹۸

9) اسماعيل بن عياش:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۳/ ۵۰۵، ۲۱/ ۲۱)

(۱) امام نسائي فرماتے ہیں: ضعیف، دیکھئے: ”الضعفاء والمترکین“ ترجمہ ۳۳

درج ذیل محدثین نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۱/ ۳۶۹ (۳) العقيلي فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۰۲

(۴) تہذيب الکمال ۳/ ۱۶۳ (۵) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتعديل“ ۲/ ۱۹۱

(۶) یحییٰ بن معین فی ”التاریخ“ ۲/ ۳۶ (۷) ابن عدی فی ”الکامل فی الضعفاء“ ۱/ ۲۸۸

(۸) الذہبی فی ”المیزان الاعتدال“ ۱/ ۲۳۰

(۹) ابن حجر عسقلانی فی ”الترتيب للتهذيب“ ۱/ ۹۸ ترجمہ ۳۷۷ و فی ”التهذيب“ ۱/ ۳۲۱

10) قيس بن ربيع كوفي:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۳/ ۷۷)

(۱) امام نسائي فرماتے ہیں: ”متروک الحدیث“ الضعفاء والمترکین ترجمہ ۳۹۹

دیگر محدثین نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: درج ذیل کتب۔

(۲) یحییٰ بن معین فی ”التاریخ“ ۲/ ۴۹۰ (۳) البخاری فی ”التاریخ الکبیر“ ۳/ ۱۵۶

(۴) العقيلي فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۲۷ (۵) ابن ابی حاتم فی ”الجرح والتعديل“ ۷۷/۲/۳

(۶) ابن حبان فی ”المجرحین“ ۳/ ۲۱۸ (۷) ابن عدی فی ”الکامل“ ۶/ ۲۰۶۳

(۸) الذہبی فی ”المیزان الاعتدال“ ۳/ ۳۹۳

(۹) ابن حجر ”تہذيب التہذيب“ ۸/ ۳۹۱ و ”الترتيب للتهذيب“ ۲/ ۱۲۸

11) عبد الرحمن بن زياد بن أنعم الاهريقي:

”سلسلة الاحاديث الصحيحة“ (۳/ ۴۴۵)

(۱) امام نسائي فرماتے ہیں: ”ضعیف“ الضعفاء والمترکین ترجمہ ۳۶۱

درج ذیل محدثین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

- (۲) یحییٰ بن معین فی "التاریخ" ۴۹۰/۲ (۳) محمد بن عثمان فی "سوالاۃ" ترجمہ ۳۳۰
(۴) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۲۸۳/۳ و "التاریخ الصغیر" ۱۲۳/۲ و "الضعفاء الصغیر" ۷۰
(۵) البیہقی فی "المعرفة والتاریخ" ۲۳۳/۲ (۶) العقلمی فی "الضعفاء الکبیر" ترجمہ ۹۱۷
(۷) ابن ابی حاتم فی "المجرح والتحدیل" ۲۳۳/۲ (۸) ابن حبان فی "المجرح وجمین" ۵۰/۲
(۹) ابن عدی فی "اکمال" ۱۵۹۰/۴ (۱۰) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتر وکین" ترجمہ ۳۳۷
(۱۱) الذہبی فی "المیزان الاعتدال" ۵۶۲/۲ (۱۲) المغنی ۳۸۰/۲
(۱۳) ابن حجر عسقلانی فی "تقریب التہذیب" ۵۶۹/۱ و "تہذیب" ۱۷۳/۶

12 نصر بن حریف ابو جزی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحة" (۴۴۶/۳)

(۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "متروک الحدیث" الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۵۹۳
درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے:

- (۲) یحییٰ بن معین فی "تاریخ" ۹۱/۴ (۳) محمد بن عثمان فی "سوالاۃ" ترجمہ ۳۷
(۴) احمد بن حنبل فی "مسند" ۵۳/۱ (۵) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۱۰۵/۴ و "التاریخ الصغیر" ۱۵۷/۲
(۶) البیہقی فی "المعرفة والتاریخ" ۱۲۳/۲ (۷) العقلمی فی "الضعفاء الکبیر" ترجمہ ۱۸۳۹
(۸) ابن ابی حاتم فی "المجرح والتحدیل" ۳۶۶/۴
(۹) ابن عدی فی "اکمال" ۱۷۹۶/۲ و "المجرح وجمین" ۵۲/۳
(۱۰) دارقطنی فی "الضعفاء والمتر وکین" ترجمہ ۵۴۴ (۱۱) ابن حجر فی "اللسان المیزان" ۱۵۵/۶

13 عبد اللہ بن خراش:

"سلسلة الاحادیث الصحیحة" (۴۴۶/۵)

(۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "لیس بشیئ" الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۳۲۶
اسکے علاوہ درج ذیل محدثین نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) امام بخاری "تاریخ الکبیر" ۸۰/۳

(۳) العقلمی نے "الضعفاء الکبیر" ترجمہ ۷۹۷ میں

(۴) ابن عدی نے "اکمال" ۱۵۲۵/۴ میں الذہبی نے "المیزان" ۲۲۳/۲ میں

14 الربیع بن صبیح البصری:

"سلسلة الاحادیث الصحیحة" (۲۲۷/۶)

اسکے ضعف کے لیے دیکھئے درج ذیل کتب۔

- (۱) یحییٰ بن معین فی "تاریخ" ۹۱/۴
(۲) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۲۷۸/۱ و "الضعفاء والمتر وکین" ترجمہ ۱۱۶
(۳) العقلمی فی "الضعفاء الکبیر" ترجمہ ۴۸۳ (۴) ابن حبان فی "المجرح وجمین" ۲۹۶/۱
(۵) الذہبی فی "المیزان" ۴۱/۲
(۶) ابن حجر عسقلانی فی "تقریب التہذیب" ۲۳۷/۳ و "تہذیب" ۲۳۵/۱

15 اسماعیل بن مسلم مکی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحة" (۵۰۵/۶)

(۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "متروک الحدیث" الضعفاء والمتر وکین ترجمہ ۳۶
درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔

- (۲) یحییٰ بن معین فی "تاریخ" ۷۰/۴
(۳) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۳۷۲/۱ و "التاریخ الصغیر" ۸۴/۲ و "الضعفاء الصغیر" ۱۷
(۴) البیہقی فی "المعرفة والتاریخ" ۶۶/۳ (۵) العقلمی فی "الضعفاء الکبیر" ترجمہ ۱۰۴
(۶) ابن ابی حاتم فی "المجرح والتحدیل" ۱۹۸/۱ (۷) ابن حبان فی "المجرح وجمین" ۱۹۸/۱
(۸) ابن عدی "اکمال" فی "الضعفاء" ۲۷۹/۱ (۹) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتر وکین" ترجمہ ۷۷
(۱۰) الذہبی فی "المیزان الاعتدال" ۲۴۸/۱ (۱۱) ابن حجر عسقلانی فی "تقریب التہذیب" ۱۹۹/۱ و "تہذیب" ۳۳۱/۱
(۱۲) "تہذیب الکمال" ۱۹۸/۳ ترجمہ ۴۸۳

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

کچھلی ایک دہائی سے اسلام کے خلاف مشرق و مغرب میں جو فضا قائم ہوئی ہے وہ اسی ایک خاص زاویہ نظر سے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اسی زاویہ نظر نے اسلام کے بہت سے مسائل کے ساتھ خصوصاً مسلم خواتین کے مسائل کو بھی نشانہ بنایا ہے۔ کیونکہ جب یہ زاویہ نظر مثبت ہوتا ہے تو بائبل میں محاسن و معارف کے جلوے دکھاتا ہے اور جب یہی منفی ہوتا ہے تو اسلامی اصول و ضوابط میں معائب تلاش کرتا ہے کہ ان میں شدت ہے، عورتوں کے حقوق کی پامالی ہے، تنگ نظری ہے اور استحصال ہے۔

مغربی دنیا اور ساتھ ایشیا میں بالخصوص ہندوستان کا عجیب معاملہ ہے کہ یہاں ایک طرف مسلم خواتین کے پردے، تعدد ازدواج اور خواتین کی امامت کے مسئلے کو لے کر آئے دن آوازیں اٹھائی جاتی ہیں کہ اسلامی قوانین میں ترمیم و تنسیخ کی جائے دوسری طرف یہی ممالک خواتین سے متعلق جرائم انسداد کے لئے آج تک کوئی جامع فارمولہ پیش نہیں کر سکے، عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، خواتین کے ڈریس کوڈ کا معاملہ طول پکڑتا جا رہا ہے Female Foetus کو ضائع کرنے کا مسئلہ ہندو معاشرے میں ختم ہوتا نظر نہیں آ رہا، کارپوریٹ سیکٹر میں ملازمت کے عوض عورتوں کا جسمانی استحصال فیشن بن گیا ہے اور فلم انڈسٹری میں گلیمرس لائف کے بدلے نئی لڑکیوں کے ساتھ کاسٹنگ کا ڈیج کے مسئلے نے ان کے تحفظ پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے۔ جبکہ مسلم خواتین کا ایک بڑا طبقہ مذکورہ جرائم سے اب بھی محفوظ ہے۔

فکر و نظر میں بنیادی فرق

دراصل مسلم خواتین کے تحفظ کی بنیادی وجہ وہ فکر ہے جو مسلم اور غیر مسلم معاشرے کے درمیان خط فاصل کھینچتی ہے۔ اسلام کی فکر یہ ہے کہ اگر جرائم کا خاتمہ کرنا ہے تو ان اسباب کا خاتمہ کر دو جن کے ذریعے جرائم وجود پاتے ہیں۔ جبکہ میڈیا سے لے کر حکومت اور عام آدمی کی سوچ یہ ہے کہ مجرمین کی سزا اتنی سخت کر دو کہ وہ جرم کرنے سے قبل اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ جرائم کے تعلق سے فکر و نظر کے اسی فرق نے مسلم معاشرے کو نسبتاً دوسرے معاشروں سے محفوظ کر رکھا ہے۔

زنا بالجبر کے واقعات پر اگر غور کیا جائے تو اس کے چند بنیادی اسباب درج ذیل ہیں:

۱..... نیم عریاں لباس ۲..... ذہنوں کو برا بیچنے کرنے والے لباس ۳..... بے پردگی۔

۴..... مخلوط طرز زندگی ۵..... فحاشی

مشرقی اقدار اور مغربی انداز نظر

از قلم: مولانا محمد مسعود قادری

عیسائی مصنفہ کیری آر مسٹر وک کی عالمی شہرت یافتہ کتاب ”محمد۔ اے بائیو گرافی آف دی پرافٹ“ (Muhammad-A Biography of the Prophet) میں مصنفہ نے ضمنی طور پر ایک مشہور واقعہ نقل کیا ہے کہ چند جاپانیوں نے پہلی بار مغربی ممالک کا دورہ کیا، انکی ہمیشہ یہ عادت رہی کہ وہ جہاں جاتے وہاں کے مذہب کے بارے میں جاننے کی بھرپور کوشش کرتے اس حیثیت سے انہوں نے عیسائی مذہب کو جاننے کے لئے بائبل کا مطالعہ شروع کیا، کافی مطالعہ کے بعد انہیں بڑی مایوسی ہوئی، جب وہ لوگ مطالعہ کے ساتھ دورہ کا اظہار کرتے ہوئے امریکہ پہنچے تو ان کی ملاقات ایک بہت بڑے عیسائی اسکالر سے ہوئی تو انہوں نے اس سے عیسائی مذہب سے متعلق اپنی مایوسی کا اظہار کیا کہ ہزار کوششوں کے باوجود بائبل میں کسی مذہب کو نہ پاسکے۔ یہ سن کر وہ بڑا متعجب ہوا اور اس نے جو جواب دیا وہ وسیع تناظر میں غور و فکر کا متقاضی ہے:

Unless one approached these scriptures in a particular frame of mind it was indeed difficult to find anything religious or transcendent in its account of the history of the ancient jewish people. (p.49)

”جب تک کوئی شخص ان الہامی کتابوں کو ایک خاص زاویہ نظر سے نہیں پڑھتا، اس کے لئے واقعتاً یہ ایک مشکل ترین مسئلہ ہے کہ وہ قدیم یہودیوں کی تاریخ کو سمجھنے میں کوئی مذہبی یا مادرائی چیز کو پاسکے۔“

لیکن قرآن اپنی حقانیت کو منوانے کے لئے کسی خاص زاویہ نظر (Frame of Mind) کے ساتھ اپنے آپ کو مطالعہ کرنے کی بات نہیں کرتا بلکہ وہ نہایت اعتماد کے ساتھ کہتا ہے کہ:

سنرہم ایئتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق۔

”عقرب ہم کائنات اور خدا کے اندر اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ حق وہ (قرآن) ہے۔“

دراصل یہ اعتماد حق کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے، خواہ انسان کسی بھی زاویہ نظر سے پڑھے فطرت کے مظاہر خود اس کی اہمیت و معنویت کو تسلیم کوالیتے ہیں۔

اسلام ان تمام اسباب پر پابندی عائد کرتا ہے تاکہ جرم کو سراٹھانے کا موقع نہ مل سکے اس کے بعد اگر کوئی زنا جیسے جرم عظیم کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر اس کے لئے سزا مقرر ہے۔

اس کے برخلاف آج میڈیا، حکومتیں اور آزاد قماش مفکرین ان اسباب پر پابندی کو حقوق نسواں کا استحصال قرار دیتے ہیں اور عورتوں کی عزت و ناموس کے ساتھ کھیلنے والوں کے لئے سخت تعزیر کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح ہے کہ جس طرح غریبوں کو ختم کرنے سے غرب کا انسداد نہیں ہو جاتا، اسی طرح مجرمین کے خاتمے کے لئے صرف سزائیں مقرر کئے جانے سے جرائم کا خاتمہ ممکن نہیں، ان دونوں کے انسداد کے لئے پہلے ان کے اسباب و عوامل پر غور کرنا چاہیے اور پھر ان کے خاتمے کی کوشش کرنی چاہیے جن کے ذریعے معاشرے میں مجرمین کا وجود بڑھتا ہے۔ مڈل کلاس مسلم معاشرے نے اسلامی اصول و ضوابط کی روشنی میں جس قدر ان مذکورہ اسباب پر پابندی عائد کی انہیں اسی قدر تحفظ فراہم ہوتا گیا۔

ایک مثال

چند ماہ قبل ایک ٹیلی ویژن چینل نے بازار میں گھومنے والے مردوں کا خفیہ کیمرے کے ذریعے اسٹنگ آپریشن کیا، انہوں نے پہلے ایک خوبصورت لڑکی کو نیم عریاں براہیختہ کرنے والا لباس پہنایا، اس کا زبردست میک اپ کیا اور اسے ممبئی کے ایک باروٹق اور بھیڑ بھاڑ والے ایک بازار میں کھڑا کر دیا، اب مردوں کی غلط نگاہ اس کی طرف اٹھنا شروع ہو گئی، ہر شخص بری نظروں سے اسے گھور رہا تھا، گھورنے والوں میں جوان سے لے کر بوڑھے تک تھے، کتنے بچوں نے تو اس پر گندے فقرے بھی کس دیئے، یہ تمام مناظر چینل کا ایک خفیہ کیمرہ قید کر رہا تھا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ہی ان لوگوں نے اس لڑکی کا گیٹ اپ بدل دیا اور اسے سلیقے سے شلوار اور قمیض پہنایا میک اپ بھی قدرے ہٹا دیا گیا اور اسی جگہ اسے دوبارہ کھڑا کر دیا گیا، کافی دیر اسی جگہ کھڑے رہنے کے باوجود نہ تو اس پر کوئی غلط نگاہ ڈالنے والا تھا اور نہ اس پر جملے کئے والا۔ ان مناظر کے ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن پر کئی بھی کی جا رہی تھی کہ آج کل مردوں کی نظریں کتنی اوجھی اور غلط ہو گئیں ہیں۔ عورتوں کا اب آزادانہ پہننا اوڑھنا مشکل ہو گیا ہے، معاشرہ کہاں جا رہا ہے عورتیں اب محفوظ نہیں وغیرہ۔

میری نظر میں یہاں ایک صحیح واقعے سے غلط نتیجہ اخذ کیا گیا، اس واقعے سے صحیح نتیجہ یہ نکلتا ہے

کہ اسباب کی فراہمی ایسے واقعات کو جنم دیتی ہے جبکہ اسباب کے خاتمے سے جرائم کے امکانات ختم نہیں تو کم سے کم تر ضرور ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے ایسے لباس، بے پردگی اور مخلوط طرز زندگی کی ممانعت اس لئے کی تاکہ عورتوں کی پاک دامنی پر حرف نہ آ سکے، ان کی عصمت پر کوئی بری نگاہ نہ ڈال سکے اور سر عام انہیں کوئی رسوا نہ کر سکے، جبکہ موجودہ میڈیا اور فیشن ایبل معاشرہ ان اسباب کی حمایت کر کے نہ صرف عورتوں کی عصمت کو سر عام ٹیلا کر رہا ہے بلکہ جرائم کے اضافے کا باعث بن رہا ہے۔

ایسے میں یہاں ایک سوال یہ بھی اٹھتا ہے کہ پھر وہ ممالک جہاں ہندوستان سے زیادہ عریانی عام ہے وہاں کثرت سے عورتوں کے ساتھ ایسے واقعات کیوں نہیں پیش آتے؟ اس کا سیدھا سا جواب ہے کہ مشرقی تہذیب میں جسے عورت کی عفت و عصمت کہہ کر اس کی حفاظت کے سوچن کئے جاتے ہیں۔ مغربی تہذیب کا مادر پدر آزاد معاشرہ اسے چائے کی ایک پیالی سے زیادہ نہیں سمجھتا، ظاہر ہے جہاں عورت سے اختلاط اس قدر آسان ہو وہاں زور زبردستی چھ معنی دارد؟ ہندو معاشرہ ہو یا مسلم معاشرہ مشرقی تہذیب و اقدار مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط اور عریانی کی نفی کرتے ہیں، اب اگر ایسی صورت میں جہاں مشرقی تہذیب کے پاس دلچاظ کا خیال بھی ہو اور مغربی تہذیب کی چکا چوند میں گرفتار ہو کر عریانی، بے پردگی اور مخلوط طرز زندگی کی حمایت بھی تو پھر ایسے تضاد و نفاق پر مشتمل معاشرے سے عورتوں کا جسمانی اور ذہنی استحصال تصور سے بعید نہیں ہونا چاہیے۔

معاشرتی زوال کے باوجود آج بھی مسلم ممالک میں عورتیں صرف اس لئے محفوظ ہیں کہ وہاں عریانی اور فحاشی نے ظاہری طور پر ابھی اپنے پاؤں پوری طرح نہیں پھارے۔ زندگی کے بہت سے شعبوں میں مغربی تہذیب سے وابستگی کے باوجود ابھی اتنی ہمت نہیں کر پائے ہیں کہ اپنے قومی اور مذہبی شعار و لباس کو اپنے بدن سے نوج کر پھینک سکیں۔ مگر پچھلی دودھائیوں سے معاشرہ اپنے ناقابل اندیش سیاسی و مذہبی لیڈروں کی رہنمائی میں اسلامائزیشن کے خوف سے اپنا مشرقی اقتدار بھول رہا ہے۔ اس لئے آج ہر روز ہماری نظروں کے سامنے ایسی خبریں ہوتی ہیں جہاں تین سال کی بچی سے لے کر پچاس سال کی خاتون تک کی عصمتیں تار تار ہو رہی ہیں۔

عورت کا تحفظ یا استحصال؟

یکم مئی ۲۰۰۸ء کو ٹائمس آف انڈیا میں ایک خبر آئی۔ ”مسلمان رشدی شادی کو ضروری نہیں

”سمجھتا“ - Rushdie no longer finds marriage necessary (p:21)

رشدی نے چار شادیاں کی ہیں، رشدی کی پہلی شادی 1976ء سے 1987ء تک رہی دوسری 1983ء سے 1993ء تک، تیسری 1997ء سے 2004ء تک جبکہ چوتھی 2004ء سے جولائی 2007ء تک۔ چار شادیاں رچانے کے بعد بھی اس کے نزدیک عورتوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے شادی غیر ضروری عمل ہے۔ پھر اس نے ایسا کیوں کیا؟ رشدی کا بیان ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں شادی کا جوڑا پہننا چاہتی ہیں۔

اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ رشدی کے نزدیک عورت کی حیثیت "Use & Throw" سے زیادہ نہیں۔ فکر و نظر کا یہ عجیب دھوکہ ہے کہ عورت کی اس حیثیت کی طرف داری ملکی و بین الاقوامی میڈیا بھی کرتا ہے حکومتیں اور غیر مسلم معاشرہ بھی، اور حیرت تو یہ ہے کہ اس حیثیت کو وہ عورت کی آزادی سے تعبیر کرتے ہیں اور تعدد ازدواج کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت اسی لئے دی تاکہ معاشرے سے فحاشی، عریانیّت اور بدکرداری کا خاتمہ کیا جائے، اگر کسی شخص کی جنسی ضرورتیں ایک سے پوری نہیں ہوتیں تو اس کے ساتھ دو تین یا چار شادیاں کر سکتا ہے مگر اس لازمی شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی تمام بیویوں کے ساتھ عدل و انصاف کر سکے انہیں یکساں پیار و محبت دے سکے، ان کی زندگی کی ضرورتیں پوری کر سکے، اگر کوئی ان شرطوں کو پوری کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو پھر اسے اجازت نہیں۔ تعدد ازدواج میں سراسر عورتوں کا ہی فائدہ ہے کہ اس کا شوہر قانونی، مذہبی سماجی طور پر پابند ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی عزت و کفالت کرے، اسے محبت و وقار دے، برخلاف وہ طریقہ جس کی ترغیب رشدی جیسے لوگ دیتے ہیں اور میڈیا و معاشرہ جن کی حمایت کرتا ہے وہ عورتوں کا صرف جنسی استحصال ہے نہ کہ ان کے حقوق کی پاسداری اور آزادی۔ میرے نزدیک ایک عورت کی ایسی زندگی اس طوائف کی زندگی سے مختلف نہیں جو بازار میں اپنا جسم بیچتی ہے اس طرز زندگی کو عزت و وقار میں اگر کوئی رشتہ تبدیل کرتا ہے تو وہ شادی کا۔

اسلام نے عورتوں کے ساتھ تعدد ازدواج کی اجازت دے کر یہاں بھی ان اسباب کا انسداد کر دیا جن سے زنا، فحاشی، عریانیّت اور بدکرداری کو معاشرے میں فروغ ملتا تھا اور ساتھ ہی عورتوں کی عصمت و عزت کے تحفظ کا سامان بھی کر دیا کہ انہیں کوئی بازار میں بکنے والی شے نہ

کھے۔ حیرت ہے کہ حکومتیں عورتوں کو اپنا جسم بیچنے کے لئے لائسنس دینے کو تیار ہیں، میڈیا اور غیر مسلم معاشرہ عورت کی اس طرز زندگی پر راضی ہے مگر عزت کے ساتھ عورت کو نکاح کر کے اپنے حرم سرا میں داخل کرنے کو تیار نہیں، میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ یہ بیان کا تحفظ ہے یا استحصال؟

اعتراف حقیقت

اسلام نے واضح طور پر کہا ہے کہ کائنات میں اور خود انسان کے اندر ہم اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور انہیں اعتراف کرنا ہوگا کہ حق وہی ہے۔ یہاں نشانوں سے قرآن کا مطلوب صرف مادی اشیاء کا ظہور نہیں ہے بلکہ ہر اس شے کا ظہور ہے جس سے حق کی طرف رہنمائی ہو۔ اس حیثیت سے دیکھیں تو آج پوری دنیا میں اسلامی نظریات اور اسلامائزیشن کے خلاف تحریکیں چل رہی ہیں مگر اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ قدم قدم پر انہیں سیاسی فکری، سائنسی اور معاشی بحران کو دور کرنے کے لئے اسلامی نظریات کی طرف مجبورالوٹنا پڑ رہا ہے، وہ یہ اعتراف اگر چہ نہ کریں کہ حق وہی ہے جس کی طرف دین اسلام نے رہنمائی کی ہے مگر وہ اسی نظریے اور تصوری کو اپنانے پر مجبور ہیں جسے صدیوں پہلے اسلام نے پیش کیا تھا۔

اس کی تازہ مثال ہندوستانی یونیورسٹیز میں اٹھنے والا ڈریس کوڈ کا مسئلہ ہے۔ ہندوستانی یونیورسٹیز میں پچھلے چند سالوں سے لڑکیوں کے ساتھ زنا، چھیڑ چھاڑ اور زور زد بردی کے واقعات میں کافی اضافہ ہوا ہے، پہلے بھل تو ان اداروں کے ذمہ داران نے ان واقعات کی روک تھام کے لئے بہت سے قوانین بنائے اور انہیں نافذ کرنے کی کوشش کی، مگر سارے قوانین فلاپ ہو گئے اور پھر آخر ہندوستان کی یونیورسٹیز نے طالبات پر ڈریس کوڈ نافذ کرنے کا فیصلہ کیا اور اسلامی تصوری کا اعتراف اس طرح سے کیا:

(نہجے)

The dress code will protect women from violent crime. Bomboy Universty plans to ban women from wearing mini skirts, tight tops and shorts, saying this will help prevent rape. Officials at the university say they would prefer to see womin studints in a traditional Salwar -Kameez with no deep neck lin).

”ڈریس کوڈ عورتوں کو جرائم سے محفوظ رکھیں گے۔ ممبئی یونیورسٹی کی انتظامیہ لڑکیوں کو مینی

اسکرٹ، چست اور مختصر لباس پر پابندی عائد کرنے کا ارادہ کر رہی ہے کہ یہ پابندی انہیں زنا

سے محفوظ رکھے گی۔ یونیورسٹی کے ذمہ داران کہتے ہیں کہ وہ لڑکیوں کو ایسے رواجی شلوار اور قمیض میں دیکھنا چاہتے ہیں جس کا گلا بہت بڑا نہ ہو۔“

حالانکہ اس ڈریس کوڈ کی چند لوگوں نے مخالفت بھی کی، ان مخالفین میں زیادہ تعداد انہی لوگوں کی تھی جنہیں ہندوستان میں غیر شعوری طور پر اسلامائزیشن کا خطرہ تھا۔ اسلامائزیشن کی بنیاد پر حقائق کا اعتراف نہ ہو، اسلام کا مطالعہ کسی بھی زاویہ نظر سے کیا جائے مگر آفاق و انفاص میں قدم قدم پر حق کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں، جہاں انسانیت کو اسلامی تیسوری کی طرف پلٹنے کے سوا اور کوئی صورت نہیں دکھتی، عورتوں کے مسائل نہایت حساس اور ناڈک ہیں۔ ان میں مسلم اور غیر مسلم معاشرے کی تخصیص نہیں، اگر مسلم معاشرہ بھی اپنے مذہبی اقدار کی پاسداری میں تامل کرتا ہے تو وہ بھی ان جرائم سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ آج مغربی معاشرہ خواہ ظاہری طور پر کتنا بھی آزادی نسواں کا علمبردار بنا رہے مگر اندرونی سطح پر آزادی کے بھیاں کھینچ اسے بھگتتے پڑ رہے ہیں اور اچھی اور پرسکون معاشرتی زندگی کے لئے وہ ہر بل تڑپ رہا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

(بقیہ..... ملعون پادری اور اقوام متحدہ کا کردار)

اور اس قرار داد سے قبل دنیا بھر کے دانشوروں کے ذریعے اس کے لئے رائے عامہ کو منظم کریں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستان اور ترکی نے اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے کیلئے تبادلہ خیال کیا ہے۔ پاکستان اور ترکی عالم اسلام کے ایک بڑے حصے کی ترجمانی کر رہے ہیں اس لئے اس مسئلے میں ان کی جانب سے کی جانے والی پیش رفت کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے کیونکہ اس وقت او آئی سی اور عرب لیگ بالکل خاموش ہیں اگر اقوام متحدہ انسانی حقوق کی پامالی کو بنیاد بنا کر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ذریعے لیبیا پر بمباری کروا سکتا ہے تو اسے دنیا بھر کے ایک ارب 50 کروڑ سے زائد مسلمانوں کے احساسات و جذبات کا بھی خیال کرنا ہوگا اور اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لئے اقوام متحدہ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنا کردار ادا کرے اور اس طرح کے قانون بنائے جس سے ہمیشہ کے لئے اس طرح کی گھناؤنی حرکات کا سد باب ہو سکے اور تہذیبوں کے درمیان تصادم کو روکا جاسکے۔

ملعون پادری اور اقوام متحدہ کا کردار

تحریر: اشتیاق بیگ

21 مارچ 2011ء انسانی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا جب ایک امریکی مذہبی جنونی پادری نے اسلام، مسلمانوں اور قرآن کریم سے شدید نفرت کے اظہار کے لئے اپنی وحشیانہ خیانت کو عملی شکل دینے ہوئے قرآن کریم کو شہید کیا۔ پادری نے قرآن کریم کی ہجرتی سے قبل اپنے چند انتہا پسند ساتھیوں کے ساتھ مل کر قرآن کریم کے خلاف ایک علامتی عدالت قائم کی اور یہ الزام لگایا کہ نعوذ باللہ قرآن دنیا میں دہشت گردی اور انسان دشمنی کا ذمہ دار ہے اور یہی کتاب نعوذ باللہ 9/11 کے واقعہ کی ذمہ دار ہے۔ اس نام نہاد عدالت جس میں صرف ججز کے انتہا پسند ساتھی موجود تھے نے قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) نذر آتش کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب قرآن پاک کو نذر آتش کیا جا رہا تھا تو عالم سفاک بے رحم اور انتہا پسند میری ججز اور اس کے ساتھی قہقہے لگا رہے تھے پادری ججز سے جب پوچھا گیا کیا اس کا یہ اقدام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے تو ملعون ججز نے جواب دیا کہ اگر آج یسوع مسیح زندہ ہوتے تو میرے اس اقدام کی تعریف کرتے اور وہ خود بھی قرآن کریم کو جلائے کافوئی جاری کرتے اس نے مزید کہا کہ امریکہ کا آئین اور قانون اسے اس اقدام کی اجازت دیتا ہے۔

پادری نے اس سے قبل گذشتہ سال 9/11 کی نوویں برسی کے موقع پر قرآن کریم کو نذر آتش کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں کے شدید رد عمل کی وجہ سے میری ججز نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ اس سے قبل اس بد بخت پادری اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھروں اور چرچ کے باہر بینرز پر نعرے درج کروائے تھے جن پر لکھا تھا ”اسلام نعوذ باللہ شیطان کا مذہب ہے“ اس چرچ کے سامنے والوں نے اپنے بچوں کو ایسی شرٹس پہنائیں جن پر اسلام کے خلاف اس طرح کے نعرے درج تھے۔

پادری اور اس کے ساتھیوں کا حصہ نہ اقدام امریکہ اور یورپ میں قرآن پاک کے مطالعے کے بڑھتے ہوئے رجحان اور اسلام کی بے پناہ مقبولیت سے بے گلاہٹ کا نتیجہ ہے۔ یہ افراد دنیا بھر میں اسلام کے پیروں سے پھیلنے کی وجہ سے سخت پریشانی گھبراہٹ اور کنفیوژن کا شکار ہیں۔ ان عناصر کو سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کے خلاف دنیا بھر میں بے انتہا پروپیگنڈے رکاوٹوں

اور پابندیوں کے باوجود اسلام اہل مغرب کے دلوں میں راستہ بنارہا ہے۔ مغرب کا کوئی بھی ملک شہر یا قابل ذکر قصبہ باقی نہیں رہا جہاں اللہ کی کبریائی اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی کی صدائیں نہ گونجتی ہوں۔

امریکہ اور یورپ کے متعدد ممالک کی پارلیمنٹس میں مسلمان اراکین موجود ہیں۔ حال ہی میں سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر کی سالی کے قول اسلام کے واقعہ نے دنیا بھر کو چٹکا دیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق قرآن کریم دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ قرآن کریم کی بے حتمی کرنے والے پادری اور اس کے انتہا پسند سامعین شاید اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اگر قرآن کریم کے نسخوں کو جلادیا گیا تو اس کی تعلیمات دنیا سے ختم ہو جائیں گے۔ اسے شاید معلوم نہیں کہ قرآن محض کاغذی صفحات پر ہی نہیں بلکہ ایک ارب 50 کروڑ سے زائد مسلمانوں کے دلوں اور ذہنوں میں محفوظ ہے جبکہ اس وقت دنیا بھر میں 10 کروڑ سے زائد حفاظ قرآن موجود ہیں اور اس طرح قرآن کے فیض کا سمندر جاری ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا۔ ٹیری جوز جیسے تنکے اس سمندر کے فیض کو نہیں روک سکتے اس لئے مسلمانوں کو ٹیری جوز کی اس حرکت پر مشتعل ہو کر توڑ پھوڑ کرنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ جن لوگوں نے یہ گستاخانہ حرکت کی ہے وہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان جذبات سے مغلوب ہو کر ایسی کاروائیاں کریں جن سے انہیں دہشت گرد ثابت کیا جاسکے اور امریکہ اور یورپ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی پیش رفت کو روکا جاسکے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دنیا بھر میں مطالعہ قرآن کے مراکز قائم کریں اور قرآن کریم کے دنیا کی مختلف زبانوں میں مستند تراجم کے نسخے دنیا بھر کی لائبریریوں اور مطالعہ قرآن کے مراکز کو ہدیہ کریں۔ قرآن کریم اور اس کی تعلیمات کو مؤثر انداز سے پھیلا نا ہی پادری کے انتہا پسندانہ فعل کا مثبت قیصری اور بہتر جواب ہو سکتا ہے۔ صدر اوباما اور افغانستان میں امریکی افواج کے کمانڈر جنرل ڈیوڈ پیٹریا نے کہا ہے کہ ٹیری جوز کے اس اقدام سے افغانستان اور عراق میں امریکی فوجیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ گویا انہیں قرآن کریم اور مسلمانوں کے جذبات کی کوئی پرواہ نہیں۔ انہیں اگر فکر ہے تو صرف یہ کہ اس سے امریکی فوجیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔

اب وقت آ گیا ہے کہ تمام مسلمان حکمران مل کر اقوام متحدہ میں مقدس کتابوں اور پیغمبروں کی شان میں گستاخی کو عالمی جرم قرار دینے کی قرارداد پیش کریں (بقیہ صفحہ نمبر ۴۳ پر)

رابطہ عالم اسلامی کا تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر فوزیہ فیاض، پرنسپل جامعہ النور، لاہور

1962ء میں بنائی گئی world Muslim league رابطہ عالم اسلامی ایک ایسی غیر جانبدار تنظیم ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے، اس کے ارکان کی تعداد 54 ہے اور اس کا ہیڈ آفس مکتہ المکرمہ میں ہے۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات کو عام کرنا ہے جبکہ اس کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

- ۱..... اسلام اور اس کی تعلیمات کے پیغامات کو ساری دنیا میں پہنچانا۔
 - ۲..... دشمنان اسلام کے جھوٹے پروپیگنڈہ سے اسلام اور مسلمانوں کے بارے پیدا ہونے والے غلط تاثر کو ختم کرنا۔
 - ۳..... مظلوم مسلمان اور اقلیتوں کو ان کے مذہبی، تعلیمی اور ثقافتی حقوق کا تحفظ دینا۔
 - ۴..... اسلامی دعوت کو فروغ اور اتحاد و سالمیت کے حصول کی کوشش کرنا۔
 - ۵..... انصاف اور مساوات کی بنیاد پر بین الاقوامی امن اور تعاون کو فروغ دینا۔
- 1974ء میں یہ اقوام متحدہ کے غیر حکومتی اداروں میں بحیثیت رکنیت مل گئی اور اس تنظیم کی مختلف کانفرنسز مکہ مکرمہ، افریقہ، نیویارک، کیرٹین (امریکہ)، کراچی، پیرس، بیجنگ میں ہو چکی ہیں۔
- قارئین محترم! اسلامی ممالک کی اتنی بڑی تنظیم کے علاوہ بھی مسلم دنیا کی درج ذیل بڑی تنظیمیں ہیں:

۱..... مؤتمر عالم اسلامی (قائم شدہ 1926ء) World Muslim

Congress (W.M.L)

۲..... اقتصادی تعاون کی تنظیم (قائم شدہ 1985ء) Economic

Cooperation Organization (E.C.O)

۳..... عرب لیگ (قائم شدہ 1945ء) Arab League (A.L)

۴..... اسلامی کانفرنس کی تنظیم (قائم شدہ 1969ء)

Organization Of Islamic Congerance. (O.I.C)

اتنی بڑی تنظیموں کے ہوتے ہوئے امریکہ کی جارحیت قابل فکر ہے کہ پہلے ریمنڈ ٹامی درعدہ

دو بے گناہ پاکستانیوں کو سرعام قتل کرتا ہے کچھ دن پاکستانی جیل میں بطور مہمان خاص رہنے کے بعد اپنے ملک واپس چلا جاتا ہے۔ پھر میری جوڑنا می طعون پادری قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) جلاتا ہے اور تمام مسلم امت کی غیرت کو لکارتا ہوا اعلان کرتا ہے کہ ”اب میں نبی کریم کی ذات پر (نعوذ باللہ) مقدمہ کروں گا۔“

امت مسلمہ کی اقتصادی معاشی، معاشرتی بد حالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے باوجود اس کے کہ اس امت کے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے۔ تیل کا 70% مسلم ممالک کی پیداوار ہے۔ قدرتی گیس کے وسیع ذخائر مسلمانوں کے ہاں موجود ہیں۔ کویت، متحدہ عرب امارات، بروٹائی دارالسلام اور قطر امت مسلمہ کے امیر ترین ممالک ہیں جن کی فی کس آمدنی 22500 ڈالر سے لے کر 17000 ڈالر تک ہے۔

مسلم ممالک میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں تحقیق میں قریباً ۸۰ ادارے مصروف ہیں جن میں پاکستان، مصر، ملائیشیا، ترکی، ایران، اٹلی، نیپال، لیبیا، الجزائر اور عراق اگلی صف میں نظر آتے ہیں۔ امت مسلمہ کا مضبوط وسائل اور مختلف پلیٹ فارم رکھنے کے باوجود امریکہ کی دیدہ دلیری اور جواب میں امت مسلمہ کے تمام مسلمانوں کی اور ان کی تنظیموں کی خاموشی سمجھ سے بالاتر ہے ہر قوم کا ایک عروج اور ایک زوال ہوتا ہے اور کسی قوم کے زوال کی انتہا ”بے شو“ ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امت مسلمہ آج بے شعور ہو چکی ہے۔ اگرچہ امریکہ کسی کا وفادار نہیں ہے۔ سعودی عرب اور کویت میں حفاظت کے نام پر اپنی فوجوں کا قیام، ایران پر اقتصادی پابندیاں عراق پر حملہ، سوڈان کو توڑنے کی کوشش، افغانستان میں جارحیت، لیبیا میں جارحیت پاکستان پر دہشت گردی کا الزام، ڈرون حملے، نیورلڈ آرڈر کی صورت میں پوری دنیا پر حکمرانی کی سازش، یہ سب امریکہ کی مکاری اور عیاری کی ایک جھلک ہے۔ امریکہ کی تمام تر عیاری کے باوجود قرآن کریم کی بے ادبی اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے بارے گستاخی ہرگز ہرگز قابل برداشت نہیں ہے۔

امت مسلمہ کے تمام ملکوں کے حکمران، مسلم تنظیموں کے ارکان آخر کس وقت کے انتظار میں ہیں۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر قرآن و صاحب قرآن کی بے ادبی ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ حکومت امریکہ نے اس پادری کی مذمت میں ایک لفظ بھی نہیں بولا جبکہ اس ضمن میں احتجاج کر نیوالوں کے لئے مذمتی بیانات جاری کیے جا رہے ہیں بلکہ مرتکب تو ہیں رسالت

کو پناہ دینے میں امریکہ پیش پیش ہے۔

ہماری آنکھ میں اھک ملال کیا آتا عروج ہی نہیں آیا زوال کیا آتا

امریکہ نے امت مسلمہ کی غیرت اور حمیت پر تازیانہ لگایا ہے لیکن حیف صد حیف!! کہ تمام اسلامی تنظیموں نے کسی ہنگامی کانفرنس کا انعقاد نہیں کیا کوئی مذمتی اجلاس نہیں بلایا۔ اور تو اور خادم حرمین شریفین اپنی معتبر و مستند شخصیت رکھنے کے باوجود لب سے ہوئے ہیں۔ آخر ان تنظیموں کے بنانے کا کیا فائدہ ہے غیر مسلموں کی NGO, S اور مشنری رفاہی ادارے کس قدر متحرک اور فعال ہیں کہ ایک عیسائی گستاخ عورت کے لئے سر دھڑکی بازی لگا رہے ہیں۔

امریکی جاسوس جو قاتل بھی ہے اسے بچانے کے لئے صدر تک پریشان ہو گیا تھا، پوری دنیا کے عیسائی متحد ہو کر تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کر بیٹھے ہیں، اور امت مسلمہ ہے کہ خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہیں۔ اگر اسلامی ممالک کم از کم امریکہ کی صرف تیل سپلائی بند کر دیتے ہیں تو اس کے شتر بے مہار پادریوں کو لگام ڈالی جاسکتی تھی۔ اگر تمام اسلامی تنظیمی حرکت میں آتیں اور بین الاقوامی سطح پر متحد ہو کر ان واقعات کی مذمت کرتیں، طعون پادری کی شرمناک حرکت پر اسے قرار واقعی سزا دلوانے کا مطالبہ کرتیں تو یقیناً اس کے بہتر نتائج سامنے آتے۔ تمام ممالک اسلامیہ گستاخ ممالک امریکہ، ڈنمارک وغیرہ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرتے اور سفارتی تعلقات ختم کرتے تو شاید فرنگیوں کو پتہ چلا کہ امت مسلمہ کی غیرت ابھی زندہ ہے۔

اگر کویت، بروٹائی، قطر جیسے ممالک، ترقی پذیر اسلامی ممالک کی معاشی مدد کرتے اور امریکہ کے آگے پھیلا یا جانے والا سکھول توڑ ڈالتے تو آج اسلامی ممالک امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کے قابل ہوتے۔

مسلمان پوری عالمی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں اور دنیا کی 40% خام اشیاء فراہم کرتے ہیں 70% تیل پیدا کرتے ہیں، دنیا کے کل G.N.P کا 4.5 فیصد حصہ ہیں۔ ایسی حیثیت رکھتے ہیں۔ اتنے مضبوط ہونے کے باوجود امریکی جارحیت پر امت مسلمہ کے حکمرانوں اور تنظیموں کا خاموش رہنا میری سمجھ سے باہر ہے۔

قارئین محترم! آپ حیران ہوں گے کہ آٹھویں اسلامی سربراہی کانفرنس جو تہران میں 1997ء میں منعقد ہوئی جس میں 55 اسلامی ممالک شریک ہوئے تھے اس میں یہ قرارداد بھی منظور ہوئی تھی کہ ”توہین رسالت جیسے مجرم کے خاتمے کے لئے دستاویز تیار کرنا“ (بقیہ ص: ۹ پر)

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ کا

سالانہ جلسہ دستار فضیلت

بتاریخ:

25 جون 2011ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

کو منعقد ہوگا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

جس میں ملک بھر سے علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرمائیں گے۔

بمقام:

جامعہ نظامیہ رضویہ

نبی پورہ سرگودھا روڈ شیخوپورہ

0423-7657314 - 056-3786428



جامعہ انوار العلوم شہر پورہ میں طالبان کائنات کی منزلت اور مسرت کا منظر



میدانِ آفتاب جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ کی گیت لاہور



ایک منہ بانگ میں واقع درمیانِ خوشحورت لائبریری کا منظر



جامعہ نظامیہ شہر پورہ میں قابلِ دیدار کتب خانہ



پہلوئوں کا کوئی شہر پورہ میں طاعت کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ کی مسرت



شہر پورہ میں طالبان کے لیے پیر پورہ میں کتب خانہ



جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ کی مینجنگ کا منظر



دریں پورہ جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ کی منزلت اور مسرت کا منظر



جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ میں درمیانِ خوشحورت لائبریری کا منظر



جامعہ نظامیہ رضویہ شہر پورہ میں درمیانِ خوشحورت لائبریری کا منظر